ماہنامہ

خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

اگست 2002ء

مدیر

اسفندیار منیب

مکرم ومحترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امورِ عامہ تربیتی کلاس منعقدہ 16 تا 30 مئی 2002ء کے موقعہ پر افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے۔

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی تربیتی کلاس کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرماتے ہوئے۔

تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے طلبہ

اگست2002ء ظہور1381ہش						
ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
31					1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

جلد نمبر 49 شمارہ نمبر 8

اگست 2002ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت 10 روپے ..... سالانہ 100

مدیر
اسفندیار منیب

نائبین
محمود احمد انیس - فرید احمد ناصر
معاونین
احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر
ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی
پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد
پبلشر: قمر احمد محمود
مینیجر: سلطان احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی

اداریہ

یوم تجدید عہد

۱۴/ اگست ماضی کی یاد اور آئندہ کے عہد کا دن ہے اس دن یہ یاد کرنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان کی سرزمین کن مقاصد کے لئے حاصل کی گئی تھی اور کیا وہ مقاصد حاصل ہوئے یا نہیں ہوئے اور اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہ ہوئے؟

یہ یاد کرنے کی ضرورت ہے کہ حصول پاکستان کے لئے کیوں ہزاروں لوگ قربان ہوئے؟ کس لئے لاکھوں لوگوں نے آبائی وطن چھوڑے؟ کیوں خاندان اور قبیلے بکھر گئے؟ اور کس لئے آگ اور خون کے دریا عبور کئے؟ یقیناً ایک ایسے خواب کی تعبیر کے لئے ایسے مستقبل اور ملک کے لئے جو جنت نظیر ہو جہاں امن و آشتی ہو، جہاں عدل و مساوات ہو، مذہبی رواداری ہو۔ ہر ایک کو برابری کا احساس اور مقام حاصل ہو۔ جہاں ظلم و تعدی نہ ہو، جہاں حقوق نہ چھینے جاتے ہوں۔ جہاں خواہشیں نہ کچلی جاتی ہوں اور تمنائیں دم نہ توڑتی ہوں۔ یقیناً انہی آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ہم سر ہتھیلی پر لئے سوئے منزل چل پڑے تھے اگرچہ ہر لحظہ تلوار تھا اور ہر گام سرِ دار۔ لیکن اہل وفا آگے سے آگے بڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائداعظم کی راہنمائی میں حصول ملک میں کامیاب ہو گئے۔ الحمد للہ

بانی پاکستان نے قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر آنے والے دور کے لئے بعض رہنما خطوط متعین فرمائے لیکن افسوس کہ بعد میں آنے والوں نے ان کی پاسداری نہ کی اور قوم ایک ایسے گرداب میں گرفتار ہو گئی جس سے مخلصی سردست ممکن نظر نہیں آرہی۔ ہاں ایک صورت نجات کی ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے ۱۱/ اگست ۱۹۴۷ء کے دستور ساز اسمبلی سے خطاب کو طاق نسیاں سے نکال کر اپنا دستور العمل قرار دیا جائے، اس کی مکمل پابندی کی جائے اور اسے تمام قوانین و ضوابط کا مصدر و محور ٹھہرایا جائے۔ جس میں قائداعظم نے فرمایا:-

"آپ آزاد ہیں۔ اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آپ پاکستان کی مملکت میں بالکل آزاد ہیں۔ آپ کسی مذہب، فرقہ، عقیدہ سے تعلق رکھیں اس کا کاروبارِ سلطنت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنے نظام کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور مساوی الحیثیت۔ ہمیں اس مسلک کو اپنے نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہیے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ جیسے زمانہ گزرتا جائے گا نہ ہندو، ہندو رہے گا اور نہ مسلمان، مسلمان، مذہبی اعتبار سے نہیں کیونکہ یہ تو ذاتی عقائد کا معاملہ ہے بلکہ سیاسی لحاظ سے، ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہو جائیں گے"۔

(مجلس دستور ساز پاکستان سے خطاب بحوالہ خطبات قائداعظم صفحہ ۵۶۳)

☆☆☆

سیرت النبی ﷺ

نظافت و پاکیزگی

(حافظ مبشر احمد جاوید۔ بیوت الحمد ربوہ)

آنحضرت ﷺ نے جہاں باطنی صفائی پر بہت زور دیا ہے وہاں ظاہری صفائی کے متعلق بھی تفصیلی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ صفائی کا آپ کو خاص طور پر خیال رہتا تھا۔ آپ ہمیشہ مسواک کرتے تھے اور اس بارہ میں اتنا زور دیتے تھے کہ بعض دفعہ فرماتے۔ اگر میں اس بات سے نہ ڈروں کہ مسلمان تکلیف میں پڑ جائیں گے تو میں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیدوں (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ)

کھانا کھانے سے پہلے بھی آپ ہاتھ دھوتے تھے۔ اور کھانا کھانے کے بعد بھی آپ ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلی کرتے اور آپ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الاطعمۃ)

سڑکوں کی صفائی کا آپ خاص طور پر وعظ فرماتے تھے۔ اگر سڑک پر جھاڑیاں یا پتھر یا اور کوئی گندی چیز پڑی ہوتی تو آپ خود اُس کو اُٹھا کر سڑک سے ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے، خدا اُس پر خوش ہوتا ہے اور اُسے ثواب عطا فرماتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ)

اسی طرح آپ فرماتے تھے۔ رستہ کو روکنا نہیں چاہیے۔ رستوں پر بیٹھنا یا اُن میں کوئی ایسی چیز ڈال دینا جس سے مسافروں کو تکلیف ہو یا رستہ میں قضائے حاجت وغیرہ کرنا یہ خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ)

پانی کی صفائی کا بھی آپ کو خاص خیال تھا آپ ہمیشہ اپنے صحابہ کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ کھڑے پانی میں کسی قسم کا گند نہیں ڈالنا چاہیے۔ اسی طرح کھڑے پانی میں بول و براز کرنے سے بھی آپ سختی سے روکتے تھے۔ (بخاری کتاب الوضوء)

مسجد جو مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے اُس کی صفائی کا آپ خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور آپ مسلمانوں کو اس بات کی تحریک کرتے رہتے تھے کہ خاص طور پر اجتماع کے دنوں میں مسجدوں کی صفائی کا خیال رکھا کریں اور ان میں خوشبو جلایا کریں تا کہ ہوا صاف ہو جائے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ) اسی طرح آپ ہمیشہ صحابہ کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ اجتماع کے موقع پر بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آیا کریں۔ (بخاری کتاب الاطعمہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:-

''رسول کریم ﷺ نے اس پر اتنا زور دیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص پیاز کھا کر مسجد میں آجاتا ہے یا لہسن کھا کر مسجد میں آجاتا ہے تو فرشتے اس کے پاس نہیں آتے۔ اب فرشتے تو ہر جگہ ہیں۔ پاخانہ میں انسان جاتا ہے تو اس وقت بھی فرشتے ساتھ ہوتے ہیں۔ لہسن کے کھیت میں بھی فرشتے ہوتے ہیں۔ پیاز کے کھیت میں بھی فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوئے؟

درحقیقت اس جگہ فرشتہ سے مراد آسمان کا فرشتہ نہیں۔ وہ تو پاخانہ میں جاتا ہے۔ لہسن کے کھیت میں بھی جاتا ہے۔ پیاز کے کھیت میں بھی جاتا ہے۔ اس جگہ فرشتے سے شریف الطبع اور نازک مزاج انسان مراد ہیں۔ جن کے لئے بو نا قابل برداشت ہوتی ہے اور جو اس سے دور بھاگتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مجالس میں آؤ تو عطر وغیرہ لگا کر آؤ تا کہ لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے بو پیدا نہ ہو''۔

(فرمودہ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۵۰ء بحوالہ الفضل یکم اگست ۱۹۶۲ء)

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

عفوودرگزر

(مکرم مرزا عرفان قیصر صاحب۔ خانقاہ ڈوگراں)

ایک چاول چرانے والی خادمہ کو معاف کر دیا

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے۔ چور کا دل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بے تابی اور اس کا ادھر اُدھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آنکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا

'محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو''۔

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۷)

حضرت حافظ حامد علی صاحب سے درگزر

ایک دفعہ حضرت حافظ صاحب کو کچھ لفافے اور کارڈ حضور نے ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دیئے۔ جن میں سے بعض رجسٹری کرانے تھے۔ آپ کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا اور علاوہ بریں کاموں کی کثرت۔ وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور خطوط سپرد ڈاک کرنا بھول گئے۔ رفتہ رفتہ وہ کارڈ اور لفافے بھی کہیں گر گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب جو ابھی بچہ تھے کچھ کارڈ لفافے لے کر دوڑتے ہوئے آئے کہ ابا! ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ حضور نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں سے بعض رجسٹری ہونے تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے۔ حضور نے حافظ صاحب کو بلوا کر خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا کہ:۔

''حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے فکر سے کام کیا کرو''۔

((رفقاء) احمد مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب جلد سیزدھم صفحہ ۷)

حضرت سیدنا محمود کا ایک واقعہ

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

''محمود چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودات راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش۔ اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں، بچے

اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا اور در حقیقت عادتاً ان سب کو علیٰ قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں:-

''خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے''۔ (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۰)

ایک نان پز کی حالت

حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے ایک دفعہ ایک باورچی کی حضرت صاحب کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ روٹیاں چراتا ہے۔ حضورؑ اس شکایت کو سن کر خاموش ہو رہے۔ گویا حضورؑ نے سنا ہی نہیں۔ چند روز کے بعد حضرت میر صاحب مرحوم نے دوبارہ شکایت کی۔ تب بھی حضرت صاحب خاموش ہو رہے گویا کہ سنا ہی نہیں۔ حضرت میر صاحب نے تیسری دفعہ پھر شکایت کی۔ تب حضرت صاحب نے فرمایا میر صاحب یہ شکایت پہلے بھی آپ نے دو دفعہ کی تھی اور میں نے اس کو سنا ہے۔ آپ کوئی ایسا باورچی تلاش کریں جس پر آپ کو پورا یقین ہو کہ وہ چوری نہ کرے گا۔ تب اس کو نکال کر اس کو رکھ لیا جائے گا۔ پھر فرمایا۔ دیکھو میر صاحب آج کل خود گرمی کا موسم ہے۔ ایسے میں تنور پر بیٹھنا اور ہر ایک روٹی کے واسطے دو دفعہ اس جہنم میں غوطہ لگانا نان پز کے واسطے ضروری ہوتا ہے اگر وہ ایسا ہی متقی ہوتا جیسا آپ کا خیال ہے کہ وہ ہو، تو خدا تعالیٰ اس کو ایسی جگہ کیوں بٹھاتا۔ حضرت میر صاحب...... باہر آ کر فرمانے لگے کہ میں نے توبہ کی ہے۔ میں پھر کبھی ایسی شکایت نہ کروں گا۔

(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۱۶۷، ۱۶۸)

☆☆☆

امسال میٹرک/ایف۔اے/ایف ایس سی کا امتحان پاس کرنے والے احمدی طلباء متوجہ ہوں

شعبہ امور طلباء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے 2002ء سے میٹرک/ایف۔اے/ایف ایس سی کے امتحان میں نمایاں کارکردگی (میٹرک میں 700 اور انٹر کے امتحان میں 800 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے) دکھانے والے طلباء کو ''سند امتیاز'' جاری کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ جو طلباء اس معیار پر پورا اترتے ہوں وہ اپنے رزلٹ کارڈ یا اسناد کی نقول مکرم قائد صاحب ضلع کی وساطت سے (تصدیق کے ساتھ) جلد از جلد شعبہ ہذا کو ارسال کر دیں تا کہ ان کو یہ امتیازی اسناد جاری کی جا سکیں۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ میٹرک کے لئے 31 اگست اور ایف اے/ ایف ایس سی کیلئے 31 اکتوبر ہے۔

(نوٹ: اسناد صرف اُن طلباء کو دی جائیں گی جو 2002ء کے سالانہ امتحان میں شامل ہوئے ہوں)۔

(مہتمم امور طلباء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلان ولادت

مکرم برادرم نصیر احمد انجم صاحب مہتمم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۷ جون ۲۰۰۲ء کو ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور انور نے از راہِ شفقت ''سفیر احمد'' عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب آف سرگودھا کا پوتا اور مکرم میاں محمد حسن آف بستی شادی صادق آباد کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے بچے کی درازی عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت سماک بن خرشہؓ (ابو دجانہ)

(فرید احمد بھٹی۔ بشیر آباد سندھ)

غزوہ اُحد کا دن ہے۔ اُحد کے میدان میں آقائے دو جہاں ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور فرماتے ہیں:۔

"کون ہے جو اس تلوار کو لے گا"

ہر طرف سے ہاتھ اوپر ہوتے ہیں اور "انا یا رسول اللہ" کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ ان میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، زبیر بن العوامؓ، جیسے شجاع اور بہادر صحابہ شامل ہیں۔ ایک تلوار اور سینکڑوں ہاتھ بلند کیوں نہ ہوتے، تلوار بھی تو وجہ تخلیق کائنات کی تھی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

"کون اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے گا"

یکدم سب ہاتھ نیچے ہو جاتے ہیں۔ اور صحابہؓ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ کون ایسا بہادر ہے جو محمد ﷺ کی تلوار کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اتنے میں ایک صحابی آگے بڑھتے ہیں۔ اور محمد ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔

"اے خدا کے رسول ﷺ اس کا حق میں ادا کروں گا"

میدان احد میں آگے بڑھ کر رحمۃ العالمین ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لینے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے یہ صحابی سماک بن خرشہؓ تھے جو اپنی کنیت ابو دجانہؓ سے مشہور ہیں۔ اُحد سے واپس آکر جب حضرت علیؓ نے کہا کہ آج میں خوب لڑا تو اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

"اگر تم خوب لڑے ہو تو سھل بن حنیف اور ابو دجانہ بھی تو خوب لڑے ہیں"۔

(اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)

نام و نسب

سماک نام تھا، ابو دجانہ کنیت تھی، قبیلہ ساعدہ سے تھے۔ آپؓ اپنی کنیت ابو دجانہ سے مشہور ہیں۔

قبول اسلام

ابھی آنحضرت ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف نہیں لائے تھے کہ ابو دجانہؓ نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کا حال سنا۔ حق تعالیٰ نے قلب صافی عطا فرمایا تھا۔ اسی وقت خدائے واحد و رسول برحق ﷺ پر غائبانہ ایمان لے آئے۔ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابو دجانہؓ کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔ وہ حضور ﷺ کے دل و جان سے فدائی بن گئے اور آپ ﷺ کی رفاقت کو اپنا شعار بنالیا۔

غزوات

حضرت ابو دجانہؓ میدان رزم کے شہسوار تھے غزوات نبوی میں انہوں نے ہر معرکہ میں اپنی شجاعت و بہادری کا ثبوت دیا۔ بدر کے میدان میں قریش کے چار نامور بہادروں ربیعہ بن اسد، ابو مسافع اشعری، عاصم بن ابی عوف بن جبیرہ سہمی اور معبد بن وھب کلبی کا آپؓ کے ہاتھوں جہنم واصل ہونا آپ کی جرأت و شجاعت کا عملی ثبوت ہے۔

غزوہ اُحد میں آپؓ کا حضور ﷺ سے تلوار لینا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تلوار لے کر آپؓ نے سر پر سرخ رومال باندھا اور تن کر اکڑتے ہوئے میدان جنگ کی طرف چلے۔ یہ چال دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا:۔

''اگر چہ یہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن ایسے موقع پر کوئی حرج نہیں'' (اسد الغابہ صفحہ ۳۱۸)

آپؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ کی طرف لپکے:۔

''میں وہ ہوں جس سے میرے خلیل نے عہد لیا ہے۔ اس حال میں کہ ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب ہیں۔ کہ میں زندگی بھر آخری صف میں کھڑا نہ ہوں گا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار سے وار کرتا چلا جاؤں گا''۔ (اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۳۱۸)

آپؓ جنگ میں بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے مشرکین قریش کی ان عورتوں تک پہنچ گئے جو چٹان پر بیٹھی تھیں اور ہند بنت عتبہ کی سرکردگی میں اشعار پڑھ کر مردوں کو جنگ پر ابھار رہی تھیں۔ آپؓ نے ہند کی گردن پر تلوار رکھ دی لیکن کچھ سوچ کر فوراً تلوار اس کی گردن سے ہٹالی۔ حضرت زبیر بن العوامؓ نے بعد میں اس کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا:۔

''مجھے اس بات سے شرم اور کراہت محسوس ہوئی کہ میں رسول اللہ کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ کہ جس کی پکار پر کوئی اس کی مدد کے لئے نہیں پہنچا''۔

بدر اور اُحد کے بعد دوسرے تمام غزوات نبوی ﷺ میں بھی حضرت ابودجانہؓ نے بے مثال شجاعت سے سرور کونین ﷺ کی جانثاری کا حق ادا کیا۔ غزوہ بنونضیر میں حضور ﷺ نے خود اپنے مال سے حضرت ابودجانہؓ کو حصہ دیا اور ان کی یہ جائیداد مال ابن خرشہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

شہادت

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں بڑے جوش و خروش سے شریک ہوئے۔ لڑائی میں ایک ایسا موقعہ آیا جب مسیلمہ اور اس کے ساتھی باغ کے اندر چلے گئے اور چاردیواری کی اوٹ لے کر مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کردیئے۔ حضرت ابودجانہؓ مردانہ وار آگے بڑھے اور دیوار پھاند کر باغ کے اندر کود پڑے۔ پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی مگر حوصلہ نہ ہارا اور گھسٹ گھسٹ کر باغ کے پھاٹک تک پہنچے۔ اتنے میں حضرت براء بن مالکؓ بھی دیوار پھاند کر پھاٹک تک پہنچ گئے اور اس کو کھول دیا۔ مجاہدین اسلام اس طرح باغ میں داخل ہوگئے۔ حضرت ابودجانہؓ مسیلمہ کو مارنے کی تاک میں تھے کہ مرتدین نے نرغہ کرکے برچھیوں اور تلواروں سے چھلنی کردیا اور یوں اسلام کا یہ مرد مجاہد جام شہادت پی کر ہمیشہ کی زندگی پاگیا۔

☆☆☆

لاؤس اور اس کے ایک دلچسپ تہوار کا تعارف

(مکرم محمود احمد انیس صاحب)

ملک کا نام: The Lao Democratic Republic

رقبہ: 236,800 مربع کلومیٹر۔ جس میں سے 70 فی صدی رقبہ دریاؤں اور پہاڑوں پر مشتمل ہے۔

دارالحکومت: Vientiane

قومی زبان: لاؤ (Lao)۔ تاہم فرانسیسی بھی کسی حد تک سمجھی جاتی ہے۔

آبادی: 1999ء کے اعدادوشمار کے مطابق ملک کی آبادی 5.2 ملین۔

ملک کی 90 فی صدی آبادی بدھ مت کی پیروکار ہے۔ یہاں 8 ویں صدی عیسوی میں بدھ مت آیا۔ شکل وصورت میں یہ لوگ چینیوں سے ملتے جلتے ہیں۔

ہمسایہ ممالک: چین، ویتنام، کمبوڈیا، تھائی لینڈ، برما

دلچسپ تہوار

لاؤس کا یہ سب سے اہم تہوار ہے اور یہی ان کا New Year Festival ہے۔ ہر سال 13 تا 16 اپریل کو یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کا پانی پھینکنے سے گہرا تعلق ہے۔ اس دلچسپ اور انوکھے تہوار کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ تہوار کے پہلے روز لوگ temples سے بدھا کے مجسموں کو باہر نکالتے ہیں اور ان کو غسل دیتے اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور جس پانی سے غسل دیتے ہیں اس میں پھول کی پتیاں اور خوشبو ملاتے ہیں۔ پرانے وقتوں میں شاید اس تہوار کا مذہب سے تعلق ہوگا مگر آج کل یہ محض تفریح کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس موقعے پر لوگ گلیوں اور بازاروں میں ایک دوسرے پر پانی پھینکتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ پانی پھینکنے کا یہ شغل ہر سامنے آنے والے کے ساتھ کیا جاسکتا ہے خواہ وہ واقف ہو یا ناواقف۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ بچے اور نوجوان اپنے ہم عمروں کے ساتھ پانی پھینکنے کا مقابلہ کرتے ہیں اور والدین، اساتذہ اور بزرگوں کے پاس جاکر ان کو نئے سال کی مبارک باد دیتے ہیں ان کو صحت اور درازیٔ عمر کی دعا دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ان پر پانی پھینکتے ہیں۔ بچوں کے اس احترام اور ادب سے ان کے بڑے ان سے خوش ہوتے ہیں۔

پانی سے کھیلنے کے اس تہوار میں ہر وہ شخص جو گھر سے باہر نکلتا ہے وہ ضرور بھیگ کر لوٹتا ہے۔ لوگ دل کھول کر ایک دوسرے پر پانی گراتے ہیں اور پانی سے نہاتے اور دوسروں کو نہلاتے ہیں۔ بعض لوگ بالٹیوں اور مختلف برتنوں میں پانی بھر کر سڑکوں کے کنارے کھڑے ہوجاتے ہیں اور گذرنے والوں پیدل یا سوار سب پر پانی پھینکتے ہیں۔ اس روز سڑکوں، گلیوں اور جگہ جگہ پانی گرا ہوا نظر آتا ہے۔ بعض زیادہ گرمجوش نوجوان ٹرک کرایہ پر لے لیتے ہیں اور اس میں پانی کی بالٹیاں رکھ لیتے ہیں اور

سڑکوں اور بازاروں میں گشت کرتے ہیں اور کسی ایسے ہی ٹرک میں سوار لوگوں سے پانی پھینکنے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سیاحوں اور ناواقف لوگوں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا۔ اس لئے سیاح اس تہوار کی مناسبت سے اپنے قیمتی کاغذات اور اشیاء پلاسٹک کے تھیلوں وغیرہ میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ گاڑی چلانے والے حضرات بھی گاڑیوں کے شیشے بند کر کے چلتے ہیں۔

اس موقع پر Temples میں Monks بیٹھے ہوتے ہیں جو لوگوں میں تبرکاً پانی تقسیم کرتے ہیں اور ان کو نیک خواہشات کے پیغام دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگوں کی کلائیوں پر سفید دھاگے باندھتے ہیں۔ دوست بھی ایک دوسرے کی کلائیوں پر یہ دھاگے باندھتے ہیں اور ساتھ ساتھ نئے سال کی مبارک باد کے الفاظ دہراتے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک یہ دھاگے بندھے رہیں گے باندھنے والے کی دوستی اور نیک خواہشات کی یاد آتی رہے گی۔

کچھ لوگ Monks کو گھروں میں بلاتے ہیں اور ان سے درازئ عمر کی دعائیں لیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ ٹولیوں کی صورت میں باہر نکل کر ایک دوسرے پر پانی پھینکتے۔ لوک گیت گاتے۔ رقص کرتے لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں جو انہیں پیسے دیتے ہیں اور یہ لوگ وہ پیسے Temples میں جا کر دیتے ہیں۔ ان ایام میں لاؤس میں دن عموماً گرم ہوتے ہیں اور راتیں ٹھنڈی۔ Laos میں سیاحت کے لحاظ سے اپریل کا مہینہ زیادہ موزوں گنا جاتا ہے شاید اس وجہ سے کہ اسی ماہ میں یہ تہوار آتا ہے سیاح بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

تہوار کے چوتھے روز بدھا کے مجسموں کو واپس Temples کے اندر رکھ دیا جاتا ہے اور یہ اس تہوار کی آخری رسم ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر گھروں کو صاف کیا جاتا ہے Temples کو سجایا جاتا ہے اور افراد خانہ، دوست احباب کے آپس میں مل بیٹھنے کا سال میں یہ ایک بہترین موقعہ گنا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر پورے ملک میں رونق اور خوشی کا سماں ہوتا ہے اور ملک بھر میں چار روز کی عام تعطیل ہوتی ہے۔ یہ تہوار لاؤس کے علاوہ تھائی لینڈ۔ چین کے XI Shuang Ban Na میں بھی منایا جاتا ہے۔ تہوار میں پانی گرانے سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ نئے سال کی آمد پر پرانی میل کچیل کو دھوڈالا جائے۔

☆☆☆

ضروری اعلان

بیرون از پاکستان خریداران سے التماس ہے کہ آپ کے پتہ کی چٹ پر آپ کا خریداری نمبر اور مدت خریداری دی ہوئی ہے۔ جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کی مدت خریداری کے ساتھ سرخ رنگ کا نشان لگا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اسے دیکھتے ہوئے اپنے چندہ کی فوری ادائیگی کر دیں۔ شرح چندہ:- 1500 پاکستانی روپے

چندہ بنک ڈرافٹ یا بذریعہ چیک بنام مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ ایوان محمود ربوہ کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

اگر آپ چندہ کی بروقت ادائیگی نہیں کر سکتے تو براہ مہربانی بذریعہ خط ہمیں مطلع کر دیں کہ آپ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اس پر آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا۔

مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ

ہمارے مہدی علیہ السلام

(احباب سے تواضع اور محبت کے واقعات)

(مرتبہ: احمد طاہر مرزا)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان فرماتے ہیں:۔

''میرے ایک چچازاد بھائی تھے۔ جن کا نام میاں غلام حیدر صاحب تھا۔ میں جب بیعت کر کے واپس گیا تو انہوں نے مجھ سے پڑھنا شروع کیا۔ میں انہیں تبلیغ کرتا۔ جب میں ۱۹۰۱ء میں قادیان آنے لگا۔ تو ان سے کہا کہ بیعت کرنا نہ کرنا تو آپ کی مرضی پر ہے ایک دفعہ آپ چل کر حضرت کی زیارت تو کریں۔ وہ مان گئے اور میرے ساتھ قادیان آئے۔ ہم شام کو قادیان پہنچے۔ صبح حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو گئے اور بھی بہت سے (احباب) تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس سیر سے آئے اور (بیت) مبارک کے چوک سے حضور مکان کو جانے کے لئے سیڑھیوں پر ابھی پہلا قدم ہی رکھنے لگے۔ تو میں میاں غلام حیدر صاحب کو جلدی سے ساتھ لے کر آگے بڑھا اور آگے ہو کر حضور اقدس سے عرض کیا کہ حضور یہ میرے چچازاد بھائی ہیں۔ وطن سے حضور کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حضور نے فوراً قدم ہٹا کر ان کی طرف توجہ فرمائی اور نظر محبت کے ساتھ ان کو دیکھا اور فرمایا آپ کا اسم شریف۔ جواب میں عرض کیا گیا کہ غلام حیدر ہے۔ فرمایا۔ آپ کچھ روز ضرور ٹھہریں اور پھر ملیں۔ اس کے بعد حضور مکان میں تشریف لے گئے۔ میاں غلام حیدر صاحب بہت ہی نیک طبیعت اور صالح جوان تھے۔ حضور جب تشریف لے گئے۔ تو وہ چشم پر آب ہو کر کہنے لگے کہ اتنی شان کا انسان میرے جیسے حقیر انسان کو یہ فرمائے کہ آپ کا اسم شریف۔ کریمانہ خلق کی حد ہوگئی ہے۔ اب کجا تو وہ وقت کہ میاں صاحب موصوف راستہ میں مجھے بار بار کہتے کہ مجھے بیعت کے لئے مجبور نہ کرنا اور کجا یہ وقت کہ وہ خود مجھے مجبور کرنے لگے کہ جس طرح ہو سکے میری جلد بیعت کرائی جائے۔ موت کا کچھ پتہ نہیں خدا کرے کہ بیعت کرنے کے بعد موت آئے۔ جب بیعت ہو چکی تو آپ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا ایک غریب کو بیش بہا خزانہ ہاتھ آ گیا۔ واپسی پر ہمارے گاؤں کے شرکاء نے انہیں بہت تکالیف پہونچائیں۔ ان کی زراعتوں کا نقصان کیا۔ رشتہ میں رکاوٹ ڈالی اور بھی کئی طرح سے تکلیفیں دیں۔ مگر وہ خدا کا بندہ نہایت ہی صبر واستقلال سے اپنے عہد بیعت پر قائم رہا اور پھر میری معیت میں تبلیغ بھی کرتا رہا۔

۱۳۲۳ ہجری میں .... وہ جوان صالح ایک لمبا عرصہ تک بیمار رہ کر فوت ہوا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں حضور کی آمد پر جنت میں عجیب شان کے ساتھ تیاری کی جا رہی ہے اور بہشت میں جو لوگ تیاری کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں مَیں نے اُسے بھی دیکھا اور مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ وہ آخرت میں بھی حضرت مسیح پاک کے خدمتگاروں میں شامل ہے"۔

(الفضل قادیان ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۲)

شفقت و نوازش فیاضانہ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ میں دارالامان میں آیا اور ایک عربی قصیدہ لکھا اور دربارِ شام میں بعد نماز مغرب حضورؑ کی خدمت میں سنایا صبح جمعہ کا دن تھا اور میں اور مولوی محمد بخش صاحب جو مظفر گڑھ یا اس کے مضافات کے رہنے والے تھے کسی کام کے لئے بازار میں گئے۔ جب ۹ بجے کے قریب واپس حضور اقدس کے دارِ مقدس کے قریب اندرونی سیڑھیوں والی چھت کے قریب پہنچے تو حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب سیڑھیوں سے اترے اور مجھے فرمایا۔ آپ کا نام مولوی غلام رسول ہے میں نے عرض کیا۔ حضور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ مکان کے اوپر دروازہ پر حضرت صاحب کھڑے ہیں اور آپ کو بلاتے ہیں اس وقت سیڑھیوں کے راستہ سے جب میں اوپر گیا۔ تو حضور اقدس مکان کے بیرونی دروازہ پر کھڑے اپنے ناچیز خادم کا انتظار فرما رہے تھے۔ خاکسار خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور اقدس کے ہاتھ میں کتاب مواہب الرحمٰن ہے۔ جس کی بالکل نئی جلد بندھی ہوئی ہے۔ حضور نے وہ خزانہ...... مجھے عطا فرمایا۔ نیز فرمایا کہ یہ جلد میں نے اپنے لئے بندھوائی تھی۔ آپ اسے لے لیں اور پڑھا کریں۔ پھر معاً فرمایا کیا اعجاز احمدی ہماری کتاب آپ کے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور نہیں۔ فرمایا وہ بھی میں لاتا ہوں آپ اس جگہ ٹھہریں چنانچہ اعجاز احمدی بھی لا کر عطا فرمائی۔ پھر معاً فرمایا کہ نسیم دعوت آپ کے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور نہیں۔ فرمایا وہ بھی میں لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بھی لا کر عطا فرمائی۔ ان تینوں کتابوں کی بالکل نئی جلدیں اپنے لئے بندھوائی ہوئی تھیں۔ لیکن ازراہِ نوازش فیاضانہ اپنے ناچیز خادم کو عطا فرمائیں۔ جو میرے لئے بطور تبرکات ایک برکتوں کا خزانہ ہیں۔ جو اپنے مسیحا سے مجھے عطا ہوا۔ اور تینوں کتابیں میرے لئے اپنے نام کے لحاظ سے ایک حسن تفاول کے طریق پر مواہب اور اعجاز اور نسیم دعوت کی برکات پر مشتمل اور مبشرات سے تھیں۔

جن کی برکات سے میرے جیسے اُمّی اور عبد حقیر پر کئی طرح سے علوم کے دروازے کھولے گئے اور ایسی علمی برکتیں نصیب ہوئیں جو حضرت مسیح پاک کا ایک اعجازی

کرشمہ ہے۔ اور پھر دعوت و تبلیغ کے لئے بھی مجھے باوجود دائمی مریض ہونے کے وہ فضل ہوا کہ میرے لئے حضور کی برکات خاصہ نسیم دعوت کے معنوں میں ظاہر ہوئیں اور خدا کے فضل سے وہ سلسلہ اب تک چل رہا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک"۔

(الفضل قادیان ۵ دسمبر ۱۹۴۱ صفحہ ۱۴)

خدام کی دلجوئی اور غریب نوازی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار جو ایک غریب احمدی کی حیثیت رکھتا تھا اور دیہاتی زندگی کی سادہ تربیت کی وجہ سے سادہ لباس میں رہنے کا عادی تھا جب دارالامان پہونچا۔ ...... نماز کے وقت حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عام طور پر جب تشریف لاتے تو بعد نماز یا تو جلدی سے اندر تشریف لے جاتے۔ یا نماز کے بعد احباب کے لئے تشریف رکھتے اور بصورت تشریف رکھنے کے معزز احباب حلقہ کی صورت میں اردگرد بیٹھ جاتے۔ چونکہ اس وقت (بیت) مبارک موجودہ وسعت تک نہ پہونچی تھی۔ صرف تین چار نمازی ایک صف میں نماز ادا کر سکتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو امام الصلوٰۃ ہوتے۔ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے۔ اور (بیت) مبارک کے محراب میں صرف دو ہی نمازیوں کی گنجائش تھی۔ بعد نماز حضرت اقدس بعض معزز احباب بوجہ غلبہ اشتیاق زیارت استماع کلام مبارک بالکل قریب ہو جاتے۔ ایسے موقعہ پر مجھے جرأت نہ ہو سکتی کہ اپنی سادہ حالت اور غریبانہ لباس کے ساتھ آگے ہو کر بیٹھ سکوں اور دوسروں کی طرح قریب ہو کر فیض حاصل کروں۔ اس محرومی سے مجھے بڑا قلق اور ملال محسوس ہوتا اور بعض دفعہ غریبانہ حالت کے ساتھ پیچھے ہٹ کر کسی گوشہ میں بیٹھ جاتا۔ یا کھڑے ہو کر اس امید پر کہ حضور پر نظر پڑے آگے ہونے کے لئے قدم اٹھاتا لیکن پھر اس وجہ سے کہ میرے آگے ہونے سے کسی کو تکلیف نہ ہو قدم پیچھے ہٹا لیتا اور بعض دفعہ احباب کا ہجوم اس چھوٹی سی (بیت) میں اس قدر ہو جاتا کہ (بیت) بھر جاتی ایک موقعہ پر اتفاق ایسا ہوا کہ خاکسار کو تین دن تک ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا اور نہ ہی شرف مصافحہ سے مشرف ہو سکا۔ ان ایام میں جو کچھ بوجہ عدم تیسّر ملاقات دل پر گزرتی۔ اس کا اظہار دل بے قرار چشم اشک بار سے کرتا رہتا۔ تین دن گزرنے کے بعد مَیں نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ کہ خاکسار اپنے وطن سے حضور کی زیارت کے لئے آیا ہے لیکن حسرت ہے کہ تین دن گزر چکے ہیں۔ اب تک ملاقات اور مصافحہ بھی نصیب نہیں ہو سکا۔ اس عریضہ کے بعد میں محراب کے قریب جا کر بیٹھ گیا بعد نماز حضور کے گرد و پیش احباب قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور اقدس نے کمال شفقت سے اپنے غریب اور عاجز خادم کو یاد فرمایا۔ پاس بٹھا کر فرمایا۔ کیوں جی آپ اتنے دنوں

سے آئے ہوئے ہیں اور ملے نہیں۔ میں نے عاجزانہ عرض کیا کہ حضور معزز (احباب) کے بالکل قریب ہو کر بیٹھنے کی وجہ سے مجھے جرأت نہ ہو سکی کہ ان کی موجودگی میں آگے ہو کر بیٹھتا اس وقت حضرت مولانا نورالدین صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت نواب محمد علی صاحب اور بعض اور احباب بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضور اقدس نے ازراہ غریب نوازی کمال ہمدردی وشفقت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جو بھی بیٹھے ہوں ان سے گزر کر آپ میرے پاس آ کر بیٹھ جایا کریں۔ یہ وہ الفاظ تھے جن سے میری ایسی دلجوئی فرمائی گئی کہ میرا دل مسرت اور فرحت سے باغ باغ ہو گیا''۔

(الفضل قادیان ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۴)

احباب سے ملاقات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان فرماتے ہیں:-

''آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا............''اے ابوہریرہؓ کبھی کبھی آپ ملا کریں اس سے تعلقات محبت بڑھتے ہیں''۔ بعض بزرگوں نے تو اس حدیث کے معنے اُلٹے سمجھے ہیں کہ ہر روز نہ ملا کرو بلکہ کبھی کبھی ملا کر۔ لیکن......(ہم) یہی سمجھتے ہیں کہ خدا کے نبی اور رسول کثرت اور بار بار کی ملاقات سے کسی کو منع نہیں کرتے بلکہ بار بار کی ملاقات کے لئے توجہ دلاتے ہیں تا لوگ تعلیم حاصل کر کے آگے لوگوں تک تعلیم پہونچائیں۔ حضرت ابوہریرہ کو اسلامی زندگی اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات کے صرف تین سال نصیب ہوئے اور حدیث کی مرویات جو ابوہریرہؓ سے بکثرت پائی جاتی ہیں وہ زرنی غبًا کے کن معنوں پر دلالت کرتی ہیں۔ آیا بار بار کی ملاقات پر یا کبھی کبھی کی ملاقات پر۔ حدیث کا مفاد تو یہ ہے کہ بار بار اور کثرت سے ملا کر اور ہر روز نہیں تو کبھی کبھی ہی ملا کرو۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بجائے کبھی کبھی کے روزانہ کی صحبت اختیار کر کے علم حدیث کا مخزن بن گئے اور اہل اسلام اور اسلام کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی عادت تھی۔ کہ ملنے والوں کو یہی فرماتے اور ٹھہرو اور رہو۔ اور یہاں آ کر صحبت میں رہ کر دین کا فائدہ حاصل کرو اور اگر فرصت نہ ہو تو پھر فرماتے کبھی کبھی ضرور ملا کریں جیسا کہ مجھے بھی فرمایا۔

پس حدیث زرنی غبًا کا مطلب مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ سے واضح ہو گیا کہ آپ کبھی کبھی ملا کریں۔ حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ روزانہ نہ مل سکیں تو کبھی کبھی ہی سہی۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سادہ الفاظ بھی کس قدر معنی خیز ہیں اور کلید حقائق۔

(الفضل قادیان ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء)

☆☆☆

پاکستان۔ایک نعمت عظمیٰ

(قطعہ)

ہر ایک صوبے کا باسی سپوت پاکستان
پٹھان و سندھی و پنجابی و بلوچ جوان
خدا کی نعمت عظمیٰ ہے ہم پہ پاک وطن
زہے نصیب جو ہو جائے اس پہ جاں قربان

پاک وطن کے لئے دعائیں

الٰہی میرا وطن مسکن بہار رہے
روش روش پہ بہاروں کی آبشار رہے
عطا ہوئی ہے ہمیں نعمت خداوندی
خدا کرے کہ ابد تک یہ برقرار رہے
بلندیوں پہ ہی اڑتا رہے علم اپنا
تمام روئے زمیں پر یہ باوقار رہے
قیام حق کا تقاضا ہے رسمِ شبیّری
ہر ایک اہل وطن حق کا جانثار رہے
لگن ہو ایسی لگی ارض پاک سے ہم کو
شرابِ عشقِ وطن کا ہمیں خمار رہے
کبھی نہ بھولے ہمیں حکم قائداعظم
ہر ایک شہری بہرگام ہوشیار رہے
یہ سرزمین ملی ہے بفیض شاہ امم
تعصّبات کا کوئی نہ اب شکار رہے
ہمارے قول و عمل سے عیاں ہو خلق نبیؐ
خدا کو تا کہ ہماری بقا سے پیار رہے

وطن کی شمع فروزاں کا میں ہوں پروانہ
وفا شعاروں میں شبیر کا شمار رہے

(مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ وکیل المال اوّل)

داخلہ معلمین کلاس وقف جدید

وقف جدید انجمن احمدیہ کے تحت نئی معلمین کلاس ماہ اکتوبر 2002ء میں شروع ہوگی۔ خدمت دین کا شوق اور جذبہ رکھنے والے ہونہار نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے معلمین کلاس میں داخلہ کے لئے اپنی درخواستیں امیر ضلع/صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ درج ذیل پروگرام کے مطابق دفتر وقف جدید میں ارسال فرماویں۔ درخواستیں دفتر میں موصول ہونے کی آخری تاریخ 25 اگست 2002ء مقرر کی گئی ہے اور انٹرویو مورخہ 10.9.8 ستمبر کو ہوگا۔ معلمین کلاس میں داخلہ کے لئے بنیادی شرائط حسب ذیل ہیں:-

۱۔ قرآن کریم ناظرہ صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو۔ ۲۔ بنیادی دینی معلومات سے واقفیت ہو۔ ۳۔ ذہین اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے ہوں۔ ۴۔ بیعت کئے ہوئے کم از کم دو سال کا عرصہ ہو چکا ہو۔ ۵۔ تعلیم کم از کم میٹرک C گریڈ ہونی لازمی ہے۔ ۶۔ عمر بیس سال سے زائد نہ ہو۔

معلمین کلاس میں داخلہ کے خواہشمند نوجوان قرآن کریم ناظرہ صحتِ تلفظ کے ساتھ اور باترجمہ سیکھتے رہیں۔ نیز بنیادی دینی کتب جماعتی اخبارات و رسائل کا مطالعہ جاری رکھیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر مبنی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بالخصوص کشتی نوح، رسالہ الوصیت، لیکچر سیالکوٹ، لیکچر لاہور، دیگر جماعتی کتب میں سے تبلیغ ہدایت اور دینی معلومات وغیرہ کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (ناظم ارشاد وقف جدید)

مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گُل اندام نہ ہو

(شیخ نعیم احمد۔ ڈرگ کالونی کراچی)

ہمارے معاشرے میں یہ رجحان عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض کاموں کو حقیر تصور کیا جاتا ہے۔ اور ہاتھ سے کام کرنے کو کسرِ شان سمجھا جاتا ہے اور تن آسانی کی خاطر بہت سے اہم کاموں سے پہلوتہی کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں جو انفرادی اور اجتماعی نقصانات رونما ہوتے ہیں وہ بہت بڑے اور گھمبیر نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان کا بظاہر کوئی حل دکھائی نہیں دیتا حالانکہ ان کا حل ان دو الفاظ میں مضمر ہے۔ ''وقار عمل''

دراصل جن کاموں کو ہم معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں حقیقتاً وہ معمولی نہیں ہوتے۔ بسا اوقات چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے اندر بڑا اجر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور ہمارا کوئی عمل خدا سے پوشیدہ نہیں خواہ چھوٹا سا عمل ہو یا بہت بڑا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

''(لقمان نے کہا کہ) اے میرے بیٹے! بات یہ ہے کہ اگر ایک عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو تو پھر وہ (رائی کے برابر عمل کسی) پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپا ہوا ہو تو اللہ اس کو ظاہر کر دے گا۔ اللہ باریک سے باریک کو پالینے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

(لقمن: ۱۷)

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''اے ابوذرؓ کسی بھی نیک کام کو حقیر اور معمولی سمجھ کر نہ چھوڑنا''۔

(''مسلم'' بحوالہ پیارے رسول کی پیاری باتیں حدیث ۴۲)

چنانچہ آنحضرت ﷺ گھر کے کام کاج میں اپنے اہل خانہ کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے جواب دیا کہ آپ اپنے اہل کی مہنت کرتے تھے یعنی خدمت کرتے تھے بس جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ نماز کے لئے باہر چلے جاتے۔ (بخاری جلد اول کتاب الاذان)

اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ کس سادگی کی زندگی بسر فرماتے تھے اور بادشاہت کے باوجود آپ کے گھر کام کاج کرنے والا کوئی نوکر نہ ہوتا بلکہ آپ اپنے خالی اوقات میں خود ہی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کاج کروا دیتے۔

(سیرت النبی ﷺ مؤلفہ حضرت المصلح الموعود ایڈیشن سوم صفحہ ۹۸)

اسی طرح ایک حدیث میں مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ مسجد بنتے وقت آپ خود بھی صحابہؓ کے ساتھ اینٹیں ڈھوتے اور اس وقت یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں بلکہ اے ہمارے رب یہ اس سے زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے۔

(بخاری جلد اوّل باب ھجرۃ النبیؐ واصحابہ الی المدینہ)

جنگ خندق کے موقع پر نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مٹی ڈھوتے تھے۔ چنانچہ حضرت براءؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جنگ احزاب میں اس حالت میں دیکھا ہے کہ

آپ بھی مٹی ڈھو رہے تھے اور آپؐ کے گورے پیٹ پر مٹی پڑی ہوئی تھی۔ (بخاری جلد اوّل کتاب الجهاد)

پس سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنے قول اور فعل سے ثابت کر دیا ہے کہ نیکی خواہ بظاہر چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اسے معمولی سمجھ کر گریز نہیں کرنا چاہیے اور یہ کہ ہاتھ سے کام کرنے میں انسان کو عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے انسان کی عزت گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے پسر روحانی اور غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی حال تھا۔ آپؑ نہایت سادہ اور منکسر المزاج تھے چنانچہ آپؑ کے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں:۔

''گھر کے کام کاج میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت درجہ سادہ اور تکلفات سے آزاد تھی۔ ضرورت کے موقعہ پر نہایت معمولی معمولی کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار نہیں محسوس کرتے تھے۔ مثلاً چارپائی یا بکس اُٹھا کر ادھر اُدھر رکھ دینا یا بستر بچھانا یا لپیٹنا یا کسی مہمان کے لئے کھانے یا ناشتہ کے برتن لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار کو یاد ہے کہ وبائی امراض کے ایام میں بسا اوقات حضرت مسیح موعودؑ خود بھنگن کے سر پر کھڑے ہو کر نالیوں کی صفائی کرواتے تھے اور بعض اوقات خود اپنے ہاتھ سے پانی بہا کر فینائل وغیرہ ڈالتے تھے''۔

(''سلسلہ احمدیہ'' صفحہ ۲۱۱)

اس کے بعد اگر ادوار خلافت پر نظر ڈالیں تو حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے تو ہاتھ سے کام نہ کرنے کے خلاف خطبات بھی دیئے اور ذیلی تنظیمیں قائم کر کے ان کے ذریعہ وقار عمل کو رواج دیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''جو شخص کام کرتا ہے وہ عزت کا مستحق ہے اور جو کام نہیں کرتا بلکہ نکما رہتا ہے وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے''۔

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۲۱)

حضرت مصلح موعود نے لوگوں کے دلوں سے غلط تصورات کو صاف کرنے اور ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کے لئے اجتماعی وقار عمل کا آغاز کیا اور ہدایت فرمائی کہ:۔

''میرے نزدیک خدام الاحمدیہ کو چاہیے کہ وہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کر دیں جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں بلکہ میرے نزدیک شاید یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ بجائے ایک گھنٹہ کام کرنے کے سارا دن کام کے لئے رکھا جائے''۔

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۹۲)

اپنے منظوم کلام میں آپ فرماتے ہیں:۔

بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیب نسواں
مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گل اندام نہ ہو
یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عزت
یار کی راہ میں جب تک کوئی بدنام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے میرے اہل وفا ست کبھی گام نہ ہو

اللہ کرے کہ ہمارے نفسوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہو جائے کہ ہم چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی دلی بشاشت اور جوش و خروش سے انجام دینے والے بن جائیں۔ آمین

☆☆☆

تعارف کتب

دافع البلاء

(مکرم فرید احمد ناصر صاحب۔ نائب مدیر)

روحانی خزائن کی جلد نمبر 18 کی تیسری کتاب دافع البلاء ہے جو کہ اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا تعارف پیش خدمت ہے۔

سنِ تصنیف

جب طاعون کی وباء کا بہت زور ہوا تو یہ مختصر رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپریل 1902ء کو شائع فرمایا۔

نفس مضمون

اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے پھیلنے کا ذکر فرمایا جس کے ساتھ طاعون سے متعلق الہامات بھی درج فرمائے ہیں۔ پُرانی کتب میں موجود اس کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر اور پھر اس کا علاج بیان فرمایا ہے۔

مختلف مذاہب میں طاعون کی وجوہات اور علاج

فرمایا:

''میں نے سنا ہے کہ بمبئی میں جب طاعون شروع ہوئی ہے تو پہلے لوگوں کو یہی خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام حسینؓ کی کرامت ہے، کیونکہ جن ہندوؤں نے شیعہ سے کچھ تکرار کیا تھا اُن میں طاعون شروع ہوگئی تھی۔ پھر جب اسی مرض نے شیعہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا تب تو یا حسین کے نعرے گُم ہو گئے............ ابھی ایک اشتہار پادری وائٹ بریخت صاحب اور اُن کی انجمن کی طرف سے نکلا ہے اور وہ یہ کہ طاعون کے دُور کرنے کیلئے اور کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اس کے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور ان کے کفارہ پر ایمان لے آویں۔ اور ہندوؤں میں سے آریہ دھرم کے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ تمام فرقوں کو چاہئے کہ ویدوں کی ست وِدّیا پر ایمان لاویں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مفتری قرار دیں تب اِس تدبیر سے طاعون دُور ہو جائے گی۔ اور ہندوؤں میں سے جو سناتن دھرم فرقہ ہے اُس فرقہ میں دفع طاعون کے بارے میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اگر ہم پرچہ اخبار عام نہ پڑھتے تو شاید اس عجیب رائے سے بے خبر رہتے اور وہ رائے یہ ہے کہ یہ بلائے طاعون گائے کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کر دے کہ اِس مُلک میں گائے ہرگز ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کیونکر دفع ہو جاتی ہے۔ بلکہ اسی اخبار میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے گائے کو بولتے سنا کہ وہ کہتی ہے کہ میری وجہ سے ہی اِس مُلک میں طاعون آیا ہے''۔

طاعون کا درست علاج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''سوائے عزیزو! اِس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اِس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کرلیا جاوے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کرلیا جائے اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے۔ اور دل میں اس کی عظمت بٹھائی جائے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الخلق عدوانا میری طرف دوڑیں گے یہ جو میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کیلئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے''۔

قادیان کی حفاظت طاعون سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا......اور یہ تمام اُمتوں کیلئے نشان ہے''۔

علماء اور شہروں کا نام لے کر چیلنج

پھر فرماتے ہیں:

''اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہوجائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسمان سے عام مقابلہ کا وقت آگیا اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو مولوی کر کے مشہور ہیں اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبدالجبار اور عبدالحق اور عبدالواحد غزنوی جو مولوی عبداللہ صاحب کی جماعت میں سے مُلہم کہلاتے ہیں اور منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعویٰ کر کے مولوی عبداللہ صاحب کو سید بنا دیا ہے اور اس قدر صریح جھوٹ سے نفرت نہیں کی اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔ ان سب کو چاہئے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دے دیں کہ وہ طاعون سے بچایا جائے گا اس میں مخلوق کی سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی خیرخواہی ہے اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہوگی اور ولی سمجھے جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب اور مُفتری ہونے پر مُہر لگا دیں گے''۔

☆☆☆

چاند زمین کا قدرتی سیارہ

(مکرم محمد داؤد ظفر صاحب۔ گرمولہ ورکاں گوجرانوالہ)

چاند ایک طفیلی سیارہ (Satellite) ہے اور یہ زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔ سورج کے گرد گردش کرنے والے سیارے سورج کے طفیلی سیارے ہیں جب کہ چاند زمین کا طفیلی سیارہ ہے۔ کسی بھی سیارے کے طفیلی سیارے اس سیارے کی نسبت جسامت میں بہت چھوٹے ہیں۔ لیکن چاند نظام شمسی کے تمام چاندوں میں سب سے بڑا ہے۔ زیادہ تر ماہرین کی یہ رائے ہے کہ چاند اسی وقت وجود میں آیا جب ہماری زمین بنی اور وہ شروع سے زمین کا قدرتی سیارہ ہے۔ کچھ ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ چاند زمین سے ٹوٹ کر جدا ہو گیا اور اس کے چاروں طرف گھومنے لگا۔ کچھ کا خیال ہے کہ چاند ایک آزاد سیارے کی حیثیت سے پیدا ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد زمین کی قوی ترکشش نے اپنے حلقے میں لے لیا اور یہ زمین کا قدرتی سیارہ بن گیا۔ زمین سے ہمیں چاند کا صرف ایک ہی رخ نظر آتا ہے۔ ۱۹۵۹ء میں پہلی مرتبہ ایک روسی خلائی جہاز کے خود کار کیمرے نے دوسرے رُخ کی تصویریں اتاریں اور زمین تک بھیجیں۔ چاند کا وہ حصہ بھی ہمیں نظر آنے والے حصے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء کو صدیوں پرانے خواب کی تعبیر اور قدیم آرزوؤں کی تکمیل ہوئی جب دو امریکی خلاباز نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstrong) اور بزایلڈرن (Buzz Aldrin) اس جگہ پہنچے جہاں ان سے پہلے کسی انسان کے قدم نہیں پہنچے تھے۔ یہ منزل چاند تھی۔ اگرچہ ان دونوں امریکی خلابازوں نے چاند پر صرف اڑھائی گھنٹے ہی گزارے پھر بھی وہ اپنے ساتھ چاند کے ایسے نمونے (Samples) لائے جنہوں نے برسوں سے سائنس دانوں کو مصروف تحقیق رکھا ہوا ہے۔ ان خلابازوں نے چاند کی تقریباً سو مختلف تصاویر اتاریں۔ یہ دونوں خلاباز جس خلائی جہاز میں چاند پر گئے وہ "اپالو-۱۱" (Apollo - 11) کے نام سے مشہور ہوا۔ اب تک بارہ افراد چاند پر قدم رکھ چکے ہیں۔ اب زمین کے اس وفادار ساتھی کی جسے ہم چاند کہتے ہیں داستان بیان کرتے ہیں جو ماضی کے بہت سے واقعات کا امین ہونے کے علاوہ ہماری مستقبل کی امیدگاہ بھی ہے۔

قدیم یونانی دور میں

قدیم یونانی دور میں بھی چاند کو ایک کرہ تسلیم کیا جاتا تھا اور یہ بھی مانا جاتا تھا کہ یہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ اس کے گھٹنے بڑھنے کو سورج کی روشنی کے مختلف زاویوں سے پڑنے کا نتیجہ قرار دیا جاتا تھا۔ وہ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ چاند زمین کی طرف ہمیشہ ایک ہی رخ رکھے ہوئے اس کے چاروں طرف گردش کرتا ہے۔

چاند اور زمین

چاند خلا میں ہمارا قریب ترین ہمسایہ ہے۔ سطح زمین سے چاند کا فاصلہ 23,8,860 میل ہے۔ چاند پر کشش ثقل زمین کا 1/6 حصہ ہے اور تقریباً سوا ستائیس دن میں زمین کے چاروں طرف ایک بار گھوم جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور اس پر بھی ایک گردش سوا ستائیس دن میں پوری کرتا ہے۔ چاند کا ایک دن ہمارے چودہ دن کے برابر ہوتا ہے اور پھر وہاں اتنی ہی لمبی رات آجاتی ہے۔ زمین کے مقابلے میں

کافی چھوٹا ہے۔ اس کا قطر ۲۱۶۰ میل کے قریب ہے جب کہ زمین کا قطر تقریباً ۸۰۰۰ میل ہے۔ چاند سے زمین کا قطر چاند کے قطر کے مقابلے میں ہمیشہ چار گنا بڑا نظر آئے گا۔ چاند سے زمین بہت روشن معلوم ہوگی اتنی کہ آپ اس کے "ہلال" کی روشنی میں بھی کتاب پڑھ سکیں گے۔ زمین کے مقابلے میں چاند کا وزن 1/81 ہے۔ اس کے باوجود چاند میں اتنی کشش ہے کہ وہ زمین کے چاروں طرف گردش کرتے ہوئے سمندروں کے پانی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسے مدوجذر یا جوار بھاٹا (Tide) کہتے ہیں۔

چاند اور سورج

چاند پر سورج کی روشنی مختلف زاویوں سے پڑتی ہے۔ اس لئے یہ ہمیں زمین سے گھٹتا بڑھتا نظر آتا ہے۔ چاند کے یہ مختلف رخ ہمیں ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے اور ۴۴ منٹوں کے وقفوں سے بار بار نظر آتے ہیں۔ آدھا چاند ہمیشہ سورج کے رخ پر رہتا ہے اور چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ جب کہ اس کی دوسری سمت اور آدھا چاند تاریکی میں رہتا ہے جس طرح سورج کی روشنی چاند سے منعکس ہو کر زمین پر پہنچتی ہے بالکل اسی طرح زمین سے منعکس ہو کر چاند پر پہنچتی ہے۔ جب چاند ہلال (Crescent) کی شکل میں ہو تو ذرا غور کرنے سے اس کا باقی حصہ بھی دیکھ سکتے ہیں جو ہلکا سا تاریک نظر آئے گا۔ یہ حصہ زمین کی روشنی کی وجہ سے نظر آتا ہے جو زمین سے منعکس ہو کر چاند پر پہنچتی ہے اور چاند پر ہلکی سی پڑ رہی ہوتی ہے۔ چودھویں کا چاند نصف چاند کے مقابلے میں پورے دس گنا زیادہ چمکدار نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاند کی سطح پر موجود سوراخ اور گڑھے اور بلند و بالا پہاڑ سامنے کی سطح پر بے حد تاریک سائے بناتے ہیں لیکن جب زمین کی طرف سے سورج کی روشنی چاند پر پڑتی ہے تو یہ سائے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ اتفاق چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ چاند روشنی کا اچھا منعکس کرنے والا کرہ نہیں ہے۔ سورج کی جتنی روشنی اس پر پڑتی ہے یہ اس کا صرف 7.3 فی صد منعکس کرتا ہے۔ ہماری زمین اس کے مقابلے میں پانچ گنا بہتر منعکس کرنے والی ہے۔ دن کے وقت سورج کی طرف رخ کا درجہ حرارت ۱۰۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ رات کے وقت چاند کا درجہ حرارت منفی ۱۵۵ ڈگری سینٹی گریڈ تک گر جاتا ہے۔ اس فرق کی وجہ چاند پر ہوا کا موجود نہ ہونا ہے۔

چاند کی سطح۔ قمری میدان

سطح مرتفع اور بے شمار دہانوں (Craters) کے علاوہ چاند کی باقی سطح پر ہموار میدان پھیلے ہوئے ہیں جنہیں پرانے زمانے میں سمندر سمجھا جاتا تھا، ان کو لاطینی نام بھی دے رکھتے تھے جیسے بحر خاموشی اور بحر بارش (Sea of Rains) وغیرہ۔ یہ میدان اصل میں اس پگھلے ہوئے لاوے نے بنا دیئے جو کسی زمانے میں چاند کے اندر سے ابلا اور باہر بہہ نکلا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ بعد میں شہابوں کی بارش نے اسے توڑ پھوڑ کر مٹی اور گرد میں تبدیل کر دیا۔ چاند پر پہنچنے والے خلاباز اس کے قدیم ترین کوہستانی سلسلوں سے جو پتھر لائے ہیں ان کے تجزیے سے پتا چلتا ہے کہ شروع میں جب چاند بنا ہے تو اس کی پوری سطح کئی سو میل گہرے پگھلے ہوئے چٹانی مادے سے اٹی ہوئی تھی۔ باہر سے اجسام گرنے کی وجہ سے چاند کی جسامت میں اضافہ ہوتا گیا پھر جب کبھی کوئی بڑا تصادم ہوا تو چاند کی بیرونی پرت تڑخ گئی۔ اس پر چھوٹے بڑے شگاف پیدا ہو گئے اور اس کے اندر تابکار (Radioactive) مادہ بدستور موجود رہا۔ جب یہ عناصر زوال پذیر ہوئے تو زبردست حرارت پیدا ہوئی جس نے

چاند کے اندرونی چٹانی مادے کو پگھلا دیا۔اب سے تقریباً تین ارب اسی کروڑ سال پہلے چاند کا اندرونی لاوا ان شگافوں سے بہہ نکلا اور تمام نشیبی علاقے اس سے بھر گئے۔یہی وہ علاقے ہیں جن کو ہموار ہوجانے کے سبب سے گیلیلو نے سمندر سمجھا، لاوا چاند کے اندر بھی حرکت کرتا رہا اور اس کی سطح پر بھی بہتا رہا حتی کہ بڑے دہانے تک اس سے پر ہو گئے۔بعض دہانوں کے اندرونی دباؤ نے یہ لاوا باہر نکال پھینکا اور اس سے کنارے بنے۔

قمری دہانے

چاند کی سطح کی امتیازی خصوصیت وہ عظیم دہانے ہیں جو زیادہ تر ہموار رقبے پر چھائے ہوئے ہیں۔شروع میں یہ سمجھا گیا کہ یہ دہانے آتش فشانی عمل کا نتیجہ ہیں یعنی انہیں آتش فشاں پہاڑوں نے پیدا کیا۔لیکن حالیہ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ یہ دہانے ان مادی اجسام نے چاند کی سطح پر پیدا کئے جو بیرونی خلا سے بلا روک ٹوک گرتے رہے۔ان میں سے کچھ وہ چھوٹے شہابیے (Meteors) تھے جو ہماری زمین پر بھی گرتے رہے لیکن کچھ اتنے بڑے تھے کہ ان کا قطر کئی میل کے برابر تھا۔چاند کا وہ حصہ جو ہماری نظر سے ہمیشہ اوجھل رہتا ہے۔ان دہانوں سے بھرا پڑا ہے۔چاند پر قدیم اور جدید دونوں طرح کے دہانے موجود ہیں۔اپالو دہم (Appolo - 10) کے خلابازوں نے چاند کے چاروں طرف گردش کرتے ہوئے ایک دہانے کی واضح تصویر لی جس کا نام شمڈ (Schimidt) رکھا۔اس کا قطر سات میل ہے۔اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس سائز کا نیا دہانہ ہے جو چاند پر پیدا ہوا۔۱۹۶۶ء میں لونر آربڑ دوم نے چاند کے چاروں طرف گردش کرتے ہوئے ایک اور بڑے دہانے کوپرنیکس کی تصویر لی جو تیس سے چالیس میل لمبا ہے۔اس کی گہرائی تیرہ ہزار فٹ اور پہاڑی سلسلہ پندرہ سو فٹ اونچا اور دس میل لمبا ہے۔یہ دہانہ کوئی بچاسی کروڑ سال پہلے چاند کی سطح پر بنا۔ایک اور مشہور دہانہ ٹائیکو (Tycho) ہے۔ٹائیکو اور کوپرنیکس سب سے کم عمر ہیں۔جب چاند پر عظیم قوت سے شہابیے گرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں گرم گیسیں زور سے باہر نکلتی ہوں گی۔اس طرح قمری شعاعیں پیدا ہوتی ہیں جو دھماکوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے گرد وغبار پر مشتمل ہوسکتی ہیں۔ان قمری شعاعوں کے علاوہ پریشر کی لہریں کوہستانی مواد کو اڑا کر اور چاند کی سطح پر گڑھے پیدا کردیتی ہوں گی۔اب چاند کی سطح پر ایک بڑے تصادم کا ذکر کرتے ہیں۔ایک بہت بڑا جسم غالباً ایک ایسٹرائڈ (Asteroid) تھا جس کے نتیجے میں ایک عظیم دہانہ چاند کی سطح پر پیدا ہوا۔اس تصادم سے نہ صرف چاند کی سطح پر ایک عظیم دہانہ پیدا ہوا بلکہ چاند کی پوری سطح لرز گئی۔جہاں یہ تصادم ہوا وہاں پہاڑوں کے ایسے سلسلے وجود میں آئے جن کی بلندی پندرہ ہزار فٹ تک ہے۔اس عظیم گڑھے کا قطر چار سو میل ہے اور اس کے کنارے اتنے اونچے ہیں کہ زمین کا کوئی پہاڑ اتنا بلند نہیں۔چاند کی سطح مرتفع کے بارے میں ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ وہ چاند کے قدیم ترین خدوخال ہیں۔ان کا سلسلہ اس زمانے سے جا ملتا ہے جب نظام شمسی وجود میں آیا تھا۔چونکہ چاند پر ہوا، پانی یا تراش خراش کرنے والے عوامل موجود نہیں اس لئے اربوں سال سے اس کی سطح ایک جیسی چلی آرہی ہے۔ہیئت دانوں کو اس وجہ سے زیادہ دلچسپی ہے کہ چاند اس دور کا امین ہے جب نظام شمسی وجود میں آیا تھا۔

قمری نمونے

آخر پہ قمری نمونوں کا ذکر کر کے اس مضمون کو اختتام پذیر

کرتے ہیں۔ جو خلاباز چاند سے قمری نمونے لے کر واپس لوٹے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ چاند پر زندگی کے آثار بالکل ناپید ہیں۔ چاند پر کسی طرح کے زندہ یا مردہ خوردبینی جانداروں کے آثار بھی نہیں ملے۔ نہ کاربن مرکبات ملے جن کا زندگی سے تعلق ہوتا ہے۔ چاند کی سطح کی گرد اور پتھر المونیم کے دوڈبوں میں مہر بند کر کے زمین پر لائے گئے۔

ان کا تجزیہ کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آتشیں چٹانوں کا حصہ ہیں جو نہایت بلند درجہ حرارت تک پہنچیں لیکن ان میں ٹیٹینیم (Titanium) زیادہ مقدار میں موجود ہے۔ یہ بات زمین پر پائی جانے والی چٹانوں میں نہیں ملتی۔ اسی طرح سورج سے آنے والے ایٹمی ذرات کو بھی لایا گیا جو بلا روک ٹوک چاند کی سطح پر گرتے ہیں۔ اپالو خلاباز اور روسی روبوٹ چاند کے جو نمونے زمین پر لائے ان کا مجموعی وزن 844 پونڈ یعنی 383 کلوگرام ہے۔ اپالو خلاباز چاند کے جو چٹانی نمونے زمین پر لائے ہیں اور جن کا سائنسی تجزیہ کیا گیا ان سے ان کی عمر کا اندازہ تین سے چار ارب تک کا لگایا گیا ہے۔ ان چٹانوں میں زمین کی طرح پوٹاشیم کی ایک آئی سوٹوپ تابکار ہے جو آہستہ آہستہ تبدیل ہو کر آرگون (Argon) میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پوٹاشیم کے پیدا کردہ آرگون سے کسی چٹان کی عمر کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ چاند کی سطح جزوی طور پر بسالٹ کی بنی ہوئی ہے۔ یہ سیاہ چٹانی مادہ ہوتا ہے جو آتش فشاں سے نکلتا ہے۔ اور ان نمونوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کی سطح پہ لوہا اور سلیکیٹ (Silicate) موجود ہے۔ ان نمونوں کا تجزیہ کر کے سائنس دانوں نے چاند کی اندرونی سطح کا کچھ اندازہ لگایا ہے۔ خیال ہے کہ چاند تین اہم حصوں پر مشتمل ہے بالائی پرت، اس کے نیچے مینٹل جو سخت چٹانوں پر مشتمل ہے اور پھر اس کا مرکزی حصہ جو مختلف دھاتوں سے بنا ہے۔ باقی حصہ جو مرکز تک پھیلا ہوا ہے، قدرے نرم ہے۔ مزید نمونوں سے شاید نظام شمسی کی ابتداء پر نئی روشنی پڑے اور شاید ان ادوار کا پتہ چل سکے جب نظام شمسی میں گرد زیادہ موجود تھی اور سورج کی روشنی کو دھندلا دیتی تھی۔ چاند ہمارے مستقبل کی امید گاہ ہے جس سے مستقبل قریب میں کائنات کے متعلق بہت سے معمے حل ہوں گے۔ انشاء اللہ

جن کتب سے استفادہ کیا گیا

۱۔ انسائیکلو پیڈیا برٹیکا ایڈیشن ۱۹۷۲ زیر لفظ Moon

۲۔ (Revelation Rationality Knowledge and Truth 1998)

۳۔ ہماری کائنات۔ پروفیسر ناصر علی زیدی۔

۴۔ نظام شمسی۔ فیضان اللہ

☆☆☆

رزلٹ مضمون نویسی

سہ ماہی دوئم 2002ء

اوّل: خرم منیب۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

دوم: طاہر احمد منظور۔ طاہر ہوسٹل ربوہ

سوئم: فراست احمد راشد۔ دارالصدر شرقی ربوہ

چہارم: توقیر احمد آصف۔ دارالحمد فیصل آباد

پنجم: ہمایوں طاہر احمد۔ اقامۃ الظفر ربوہ

ششم: ارشد احمد۔ راج گڑھ لاہور

ہفتم: انتصار احمد ازکی۔ اسلام آباد

ہشتم: رضوان احمد طیب۔ اقامۃ الظفر ربوہ

نہم: عبدالشکور۔ راجن پور

دہم: عبدالوہاب منگلا۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

ہم تمام احباب جماعت کو جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمایاں ترقیات پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

دعا گو

مجلس اطفال الاحمدیہ
عزیز آباد کراچی

دعا ہے کے خدا تعالیٰ احسن رنگ میں ہمیں جماعتی کام کرنے اور دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا گو

قائد وارا کین مجالس
شاہ رکن عالم، حسن آباد، کھاد فیکٹری

ضروری اعلان

احباب کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مظفر احمد علوی صاحب کو نمائندہ خالد و تشحیذ الاذہان برائے اشتہارات مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن اب وہ نمائندہ نہیں رہے۔ اس لئے احباب کرام ان سے اشتہارات کے سلسلہ میں کسی قسم کا لین دین نہ کریں۔ بصورت دیگر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

مینیجر خالد و تشحیذ الاذہان
ایوان محمود ربوہ

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس اطفال الاحمدیہ بلدیہ ٹاؤن کو جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اطفال کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

قائد مجلس و ناظم اطفال وارا کین عاملہ
مجلس اطفال الاحمدیہ بلدیہ ٹاؤن کراچی

تشکیل پاکستان میں جماعت احمدیہ کا کردار

حصول پاکستان کی راہ میں بہت سے مقامات ایسے آئے تھے کہ اگر وہاں ملت اسلامیہ کے قدم ڈگمگا جاتے تو پھر قیام پاکستان خدانخواستہ ایک خواب بن جاتا۔ ایسے ہر مرحلہ پر جماعت احمدیہ نے اسلامی مفادات کے تحفظ کے لئے اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی زیر ہدایت مسلم لیگ کی بلامشروط، بدل وجان مدد کی۔ ایسا ہی ایک موقعہ انتخابات ۱۹۴۶ء کا تھا جو قیام پاکستان میں کلیدی کردار ادا کر رہا تھا ایسے اہم فیصلہ کن موڑ پر جماعت احمدیہ کا جو طرز عمل تھا زیر نظر مضمون میں اسے مختصراً بیان کیا گیا ہے اور ''کانگریس کے سدھائے ہوئے پرندوں'' کا مجموعی کردار دیکھنے کے لئے اس مضمون کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

نہایت اہم انتخابات

شملہ کانفرنس جو ۲۵ جون سے ۱۴ جولائی (۱۹۴۵) تک جاری رہی اس وجہ سے ہی ناکام ہوگئی کہ کانگریس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ماننے پر تیار نہیں تھی اور مسلم لیگ بھی غیر لیگی مسلمانوں کی ایگزیکٹو کونسل میں شمولیت کو ماننے کے لئے آمادہ نہیں تھی۔ شملہ کانفرنس میں قائداعظم نے ملک میں انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔ لارڈ ویول نے اس کانفرنس میں تو اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا تاہم واپس انگلستان جا کر وہاں کی نئی لیبر حکومت سے مشورہ کے بعد مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخاب کا اعلان کر دیا۔ ان حالات میں انتخابات کی اہمیت بہت زیادہ تھی کیونکہ انہی کے نتائج پر ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے قیام یا مسلم لیگ کی حیثیت کا تعین واظہار ہونا تھا۔ اس انتخاب کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے قائداعظم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔..... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں..... مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کر رہی ہیں اور کانگریس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے پریشان کر دیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ مسلمان ہمارے ساتھ نہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ یہ مسلمان سدھائے ہوئے پرندے ہیں۔ یہ صرف شکل وصورت کے اعتبار سے ہی مسلمان ہیں.....''

(اخبار انقلاب ۱۸/ اکتوبر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۰)

برصغیر ہندو پاک میں حب الوطنی اور ذاتی اور گروہی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینے کا ایسا مرحلہ پہلے کبھی کم ہی آیا ہوگا۔ یہ انتخاب مسلمانوں کی قسمت اور صدیوں تک ان کی بہتری یا

اس کے برعکس اثر انداز ہونے والے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی نے جن کی قومی فلاح و بہبود سے دلچسپی اور ہمدردی ہر مرحلہ پر ظاہر ہوتی رہی اس موقع پر بہت سی روکوں اور مشکلات کے باوجود واشگاف الفاظ میں مسلم لیگ کے موقف کو درست اور مسلم بہتری کا ضامن قرار دیتے ہوئے جماعت کو تاکید فرمائی کہ وہ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کو ہی ووٹ دیں اور اسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال میں لائیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے اپنے ایک مفصل بیان میں کانگریس اور لیگ کے موقف کا موازنہ کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:۔

''جو صورت حال میں نے اوپر بیان کی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ...... کی تائید کرنی چاہیے تا انتخاب کے بعد مسلم لیگ بلا خوف تردید کانگریس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری مسلم جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی''۔ (الفضل ۲۲/اکتوبر ۱۹۴۵ء)

وقت کے اس اہم تقاضا کی طرف مزید توجہ دلاتے اور تاکید کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

''تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں اس طرح کہ

(۱) جس قدر احمدیوں کے ووٹ ہیں وہ اپنے حلقہ کے مسلم لیگی امیدوار کو دیں۔

(۲) میرا تجربہ ہے کہ احمدیوں کی نیکی اور تقویٰ اور سچائی کی وجہ سے بہت سے غیر از جماعت بھی ان کے کہنے پر ووٹ دیتے ہیں۔ پس میری خواہش ہے کہ نہ صرف یہ کہ...... تمام احمدی اپنے ووٹ مسلم لیگ کو دیں بلکہ جو لوگ ان کے زیر اثر ہیں ان کے ووٹ بھی مسلم لیگ والوں کو دلائیں۔

(۳) ہماری جماعت چونکہ اعلیٰ درجہ کی منظم ہے اور قربانی اور ایثار کا مادہ ان میں پایا جاتا ہے اور جب وہ عزم سے کام کرتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر دلوں کو ہلا دیتے ہیں۔ ہر احمدی سے یہ بھی خواہش کرتا ہوں کہ وہ اپنے...... علاقہ کے ہر مسلمان کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کرے اور اس قدر زور لگائے کہ اس کے حلقہ اثر میں مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی یقینی ہو...... تمام جگہوں پر مسلم لیگ کے کارکنوں کو یہ محسوس ہو جائے کہ گویا احمدی یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسلم لیگ کا امیدوار کھڑا نہیں ہوا کوئی احمدی امیدوار کھڑا ہوا ہے......'' (الفضل ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

حضرت صاحب کے مذکورہ بالا بیان کو درج کرنے کے بعد مشہور مورخ سید رئیس احمد جعفری اپنی کتاب ''قائداعظم اور ان کا عہد'' میں بڑے چبھتے ہوئے انداز میں لکھتے ہیں۔

''مسلم قوم کی مرکزیت ، پاکستان، یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید، مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش، عامۃ المسلمین کی صلاح و فلاح نجاح و مرام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں! پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں! پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا

پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے جن کا ایمان، جن کا عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محل نظر ہے کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے:

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے"

(قائداعظم اوران کا عہد صفحہ ۴۲۱۔ ایڈیشن ۱۹۶۲ء)

حضرت صاحب کا مندرجہ ذیل خط جو ایک احمدی کے استفسار کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ قائداعظم کی طرف سے پریس میں بھجوایا گیا۔

"آپ کو موجود انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہیے۔ جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں۔ مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے۔ اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے برے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔

جیسے جیسے انتخابات کا زمانہ قریب آتا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی توجہ اور دلچسپی بھی بڑھتی چلی گئی اور آپ نے کمال حکمت اور دوراندیشی سے پوری منصوبہ بندی کرتے ہوئے مسلم مفاد کے اس عظیم معرکہ کو سر کیا۔ صوبہ سرحد میں خان برادران کے اثر، سرجوش تحریک اور کانگریس کی وجہ سے فضا مسلم لیگ کے خلاف تھی۔ قائداعظم کو ملک کے اس حصہ میں جہاں غیر مسلمان بستے تھے کام کرنے والے مخلص کارکن مل گئے جن میں جماعت احمدیہ کے افراد اپنے امام کی مندرجہ ذیل ہدایت پر بدل وجان عمل کر رہے تھے۔

"اس وقت سرحد میں لیگ منسٹری کو مضبوط کرنا ہے کسی طرح کانگریس کو ضرور نکالنا چاہیے"۔

صوبہ سرحد حضور کی نظر میں کئی وجوہ سے خاص اہمیت رکھتا تھا آپ فرماتے ہیں:۔

"صوبہ سرحد گویا ہندوستان کی چھاؤنی ہے اس میں مسلمانوں میں اختلاف کو میں بالکل مناسب نہیں سمجھتا اور ہر احمدی سے امید کرتا ہوں کہ...... صوبہ سرحد کی مرکزی لیگ کی شاخ کے مقرر کردہ امیدوار کی حمایت کرے۔ اس کے حق میں ووٹ دے اور اپنے زیر اثر لوگوں سے اسے ووٹ دلوائے اور اس کے حق میں اپنے علاقہ میں پورے زور سے کارروائی کرے"۔

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۶ء)

یہاں تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں مگر تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ انتہائی مخالف حالات کے باوجود سرحد سے کانگریس کو نکلنا پڑا اور مسلم لیگ کو غیر معمولی کامیابی ہوئی۔

سندھ کی جماعت نے حضور کی خدمت میں مسلم لیگ کی بعض انتظامی خامیوں کا ذکر کر کے رہنمائی کی درخواست کی تو اس پر بھی حضور نے یہی فرمایا۔

"بہر حال مسلم لیگ کو ووٹ دینے ہیں"

ہندوستان کے ایسے صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت نہ تھی اور ان کے پاکستان میں شامل ہونے کا کوئی امکان نہ تھا کے متعلق بھی مسلم مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کا یہی ارشاد تھا کہ:۔

"لیگ کی ہر طرح مدد کریں اور اپنے ووٹ بھی دیں اور جن جن پر اثر پڑ سکتا ہو ان سے بھی دلوائیں۔ بنگال، یوپی، سی پی اور بمبئی وغیرہ میں ووٹ مسلم لیگ کو دیئے جائیں"۔ (الفضل ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء)

خداتعالیٰ کے فضل سے ہندو اور ان کے "وظیفہ خوار سدھائے ہوئے پرندوں" کی خواہشات اور کوششوں

کے برعکس مسلم لیگ کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی اور قیام پاکستان کے رستہ کی ایک بہت بڑی روک دور ہوگئی۔

اس مقام پر قائداعظم کے معتمد ساتھی رفیق کار پرانے مسلم لیگی سردار شوکت حیات کا وہ بیان جو انہوں نے اپنی کتاب (The Nation that lost its Soul صفحہ ۱۴۷) میں تحریر کیا ہے خالی از دلچسپی نہ ہوگا وہ لکھتے ہیں کہ میں پنجاب بھر میں مسلم لیگ کے جلسے کر رہا تھا جب میں ایسے ہی ایک جلسہ کے لئے بٹالہ پہنچا تو مجھے قائداعظم کا پیغام ملا کہ تم بٹالہ جا رہے ہو قادیان وہاں سے چند میل کے فاصلہ پر ہے تم وہاں جا کر حضرت صاحب کو میری طرف سے دعا کی درخواست کرو اور پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں مدد کرنے کو کہو۔ سردار صاحب کہتے ہیں کہ میں آدھی رات کے بعد جب کہ حضرت صاحب آرام کرنے کے لئے اپنے کمرے میں جا چکے تھے قادیان پہنچا۔ تاہم میری طرف سے یہ اطلاع ملنے پر کہ میں قائداعظم کا پیغام لے کر آیا ہوں آپ فوراً نیچے تشریف لے آئے اور پوچھا کہ قائد کا کیا حکم ہے۔ میرے بتانے پر آپ نے فرمایا کہ آپ میری طرف سے قائد کو بتا دیں کہ جماعت احمدیہ شروع سے ہی ان کے عظیم مقصد سے ہمدردی رکھتی ہے اور یہ کہ میں پہلے ہی سے اس مقصد کے لئے دعا کر رہا ہوں اور آئندہ بھی دعا کرتا رہوں گا اور میں جماعت کو مسلم لیگ کی مکمل تائید کی تاکید کر چکا ہوں۔ اس کتاب کے اسی صفحہ پر یہ گواہی بھی درج ہے کہ وہ قائداعظم کا پیغام لے کر مولانا مودودی کے پاس پٹھانکوٹ بھی گئے مگر مولانا نے بڑی سرد مہری سے قائداعظم کی خواہش کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ''ناپاکستان'' کے لئے دعا اور اس مقصد کے لئے مدد کیسے کر سکتا ہوں؟

(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد ۴ صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۵)

☆☆☆

ماہنامہ ''خالد'' کا گولڈن جوبلی نمبر

الحمدللہ ''خالد'' اپنی اشاعت کے پچاس سال اکتوبر 2002ء میں پورے کر رہا ہے۔ اس موقع پر ادارہ نومبر، دسمبر 2002ء کا شمارہ بطور گولڈن جوبلی نمبر نکال رہا ہے۔ جس میں:۔

۱۔ ''خالد'' کی اشاعت کا پس منظر اور پہلے شمارے کا تعارف

۲۔ مدیران ''خالد'' کے اسماء بمعہ تعارف و تصاویر

۳۔ مہتممین اشاعت اور اشاعت کمیٹیوں کے اسماء

۴۔ پرنٹرز، پبلشرز، مینیجرز، کمپوزرز اور پریس کا تعارف

۵۔ بعض پرانے قیمتی مضامین اور منظوم کلام

۶۔ نادر تصاویر و تحریرات کے

علاوہ بعض علمی، ادبی، سائنسی اور تحقیقی مضامین بھی شامل اشاعت ہونگے۔ انشاءاللہ

اس سلسلہ میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کسی کے پاس ''خالد'' کے حوالہ سے کوئی یادگار واقعہ یا کوئی تحریر ہو تو براہ کرم ہمیں ضرور بھجوائیں۔ اسی طرح اگر کوئی نادر تصاویر ہوں تو وہ بھی ضرور عنایت فرمائیں۔ وہ استعمال کے بعد شکریہ کے ساتھ بحفاظت واپس کر دی جائیں گی۔ انشاءاللہ

قارئین نوٹ فرمالیں کہ یہ ''نمبر'' دسمبر کے مہینہ میں شائع ہوگا اس لئے نومبر کا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ اس ''نمبر'' کے لئے اشتہار دینے والے احباب سے بھی گزارش ہے کہ وہ جلد سے جلد بکنگ کروالیں۔ تا کہ بروقت اشتہار شائع ہو سکے۔ (ادارہ خالد)

دعا ھے کہ خداتعالیٰ ہماری
کمزوریوں کے بخشتے ہوئے
ہمیں اور تمام خدامِ ضلع کو
اپنی رضا کی راہوں کو اپنانے
کی توفیق بخشے۔

دعا گو
قائد وار اکین عاملہ ضلع ملتان

سائنس کا ایک انقلابی قدم

(شکیل احمد ناصر)

انسانی تاریخ میں بعض موڑ ایسے آتے ہیں جنہیں صدیوں بلکہ ہزاروں سال یاد رکھا جاتا ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر امریکی سائنسدان نے جب ایٹم کو توڑ کر اس سے توانائی کے حصول کو ممکن بنایا تو بلاشبہ یہ اس وقت کے لحاظ سے اہم ترین کامیابی تھی۔ اور وہ دن ہمیشہ کے لئے امر ہو گیا۔ اس کے بعد اگرچہ سائنس کے ہر میدان میں بے شمار کامیابیاں ہوئیں مگر اہم ترین کامیابی چاند کی تسخیر شمار کی جاتی ہے۔ اور بلاشبہ جس دن نیل آرمسٹرانگ نے ارضِ چاند پر قدم رکھا وہ انسانی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ کچھ اسی قسم کی بلکہ ان تمام گذشتہ کامیابیوں سے بڑھ کر کامیابیوں والا دن ۲۶ جون ۲۰۰۰ء کا دن ہے۔ جب انسانی جینوم پر تحقیق کرنے والے دو سائنس دانوں کریگ وینٹر (Craig Venter) اور فرانسس کولنز (Francis Collins) نے یہ تاریخ ساز اعلان کیا کہ انہوں نے انسانی جینوم پر لکھی عبارت پڑھنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اور اس اعلان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ اعلان کرنے والوں میں دنیا کی دو عظیم طاقتوں امریکہ اور برطانیہ کے سربراہان مسٹر کلنٹن اور مسٹر ٹونی بلیئر بھی شامل تھے۔ اسی دریافت کے بارے میں نیشنل ہیومن جینوم پروجیکٹ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر مسٹر فرانسس کولنز نے مندرجہ ذیل فقرات کہے:۔

"انسانی جینوم پر کام میرے خیال میں ایٹم کو توڑنے اور چاند کی تسخیر سے زیادہ اہم کام ہے۔ کیونکہ ہم حیاتیاتی رمز کو سمجھنے کے قابل ہو گئے ہیں"۔

(بحوالہ جنگ سنڈے میگزین ۹ جولائی ۲۰۰۰ء)

تاریخ عالم کی اس سب سے بڑی سائنسی کامیابی کی اہمیت سمجھنے سے پیشتر ضروری ہے کہ یہ جانا جائے کہ جینز کیا ہیں اور ان کا انسانی جسم میں کیا کردار ہے۔

جین اور جینوم (Genome)

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ تمام جاندار اجسام بے شمار خلیات پر مبنی ہوتے ہیں۔ خلیے کے اندر ایک مرکزہ (نیوکلیس) ہوتا ہے۔ اور نیوکلیس کے اندر کروموسوم ہوتے ہیں۔ یہ کروموسومز ڈی۔ این۔ اے سے بنے ہوتے ہیں۔ اور ڈی۔ این۔ اے ہی میں جینز ہوتے ہیں۔ ڈی این اے سیڑھی نما دورویہ لڑی کی رسی کی صورت میں ہوتا ہے اور جینز اس کے اندر گویا گندھے ہوتے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ جینز کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہوتی ہے جینز کا یہ مجموعہ جینوم (Genome) کہلاتا ہے۔ لیکن بعض دوسرے سائنسدانوں کے نزدیک ان کی تعداد ۳۰ سے ۵۰ ہزار تک ہے۔

جینوم کی اہمیت

جینز دراصل ایک ایسی ڈسک کی طرح ہوتے ہیں جس میں ہماری تمام تر موروثی خصوصیات و نقائص مقید ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمارا رنگ، قد اور یہ کہ ہم موٹے ہوں گے یا پتلے سب کچھ جینز میں محفوظ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں عمر بھر میں جو موروثی بیماریاں لگ سکتی ہیں وہ بھی ہمارے جینز کے اندر محفوظ ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری یادداشت کی صلاحیت بھی انہیں جینز میں محفوظ ہوتی ہے اور جینز میں خرابی یا کمی کو درست کر کے بیماری کو دور کیا جا سکتا ہے۔

جین پڑھنا

۱۹۵۳ء میں ایک امریکی ماہر حیاتیات جیمس واٹسن اور برطانوی ماہر حیاتیات فرانسس کرک، ڈی این اے کی

دوہری لڑی دریافت کر چکے تھے۔ اسی لڑی میں جنیاتی کوڈز محفوظ ہوتے ہیں۔ چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ جینز کو پڑھنے کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۹۰ء میں برطانوی اور امریکی حکومتوں اور ایک دواساز ادارے ویکلم کی اعانت سے فرانسس کونز کی سربراہی میں ۲۰۰ ملین پاؤنڈز کے خرچ سے "ہیومن جینوم پروجیکٹ" Human Genome Project کا باقاعدہ آغاز ہوا اور دعویٰ کیا گیا کہ انسانی جینوم کو مکمل طور پر ۲۰۰۵ء تک پڑھ لیا جائے گا۔ ابتداء میں اس منصوبہ میں چھ ترقی یافتہ ممالک شامل تھے اور بعد میں اس میں ایشیا اور جنوبی امریکہ کے مزید بارہ ممالک شامل ہوگئے۔ حیاتیات کی سولہ بڑی اور معیاری تجربہ گاہوں میں تقریباً گیارہ سو ماہرین حیاتیات، ماہرین کمپیوٹر اور سائنسدانوں نے اس منصوبے کی تحقیقات میں حصہ لیا۔ چنانچہ ان ماہرین کی کوششوں سے انسانی جینوم میں درج شدہ عبارت بڑی حد تک پڑھ لی گئی ہے۔ اِن کوششوں سے انسانی جینیات کی کتاب کا تین ارب سے زائد حروف پر مشتمل ابتدائی خاکہ مرتب کرلیا گیا ہے اور تحقیق سے یہ طے پا گیا ہے کہ جینیاتی اعتبار سے دنیا کے تمام افراد کے تقریباً 99.9 فی صد جینز یکساں ہیں اور چھ ارب انسانوں میں اتنے مختلف رنگ و روپ، اتنے مختلف مزاجوں، خیالات و میلانات، ذہنی سطح و دلچسپیاں، پیشے اور زندگی کی اس قدر رنگینیوں اور تنوع کے ذمہ دار صرف 0.1 فیصد جین ہیں۔ انہی 0.1 فی صد جینز کی ترتیب و تدوین سے انسانی زندگی کے بنیادی ڈھانچے میں اِس قدر تنوع پیدا ہوا ہے اور انہی سے انسانی حیات میں مضبوط اور کمزور جسمانی رشتوں کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

جینز پڑھنے کے فوائد

1- چونکہ جین کی عبارت کی ترتیب میں تبدیلی یا خرابی ہی کسی مرض کا آغاز ہوتا ہے اس لئے کسی شخص کے بیمار ہونے پر اس کے جینوم کی عبارت پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں کیا تبدیلی یا خرابی ہے۔ اس طرح جین کی عبارت میں اس خرابی کو دور کرکے اس مرض کو قابو کیا جاسکے گا۔ جین پڑھنے کے بعد یہ بھی ممکن ہوسکے گا کہ مضر پہلوی اثرات سے محفوظ اور مبرا دوائیں بنائی جاسکیں۔ اس ضمن میں اب تک لیفی ورم مثانہ (Cystis Fibrosis) کا باعث بننے والے جین کو پڑھا جاسکا ہے۔ جب کہ حافظے کی تباہی کے مرض الزائمر کے علاج کے سلسلے میں کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے۔

2- اگر تمام انسانی جینز مکمل طور پر پڑھ لئے جائیں تو اِس طرح تقریباً تمام مہلک امراض جیسے ذیابیطس، ہائی بلڈ پریشر، الزائمر اور کینسر وغیرہ کا علاج ممکن ہوگا۔

3- ہم پوری وضاحت اور صحت سے یہ دریافت کرسکیں گے کہ اس کرہ ارض پر حیات کا ارتقاء کیسے ہوا۔

4- ماں باپ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ پیدائش سے قبل رحم مادر میں ہی نہیں بلکہ استقرارِ حمل سے پہلے ہی اپنے بچوں کے مستقبل کا فیصلہ کرلیں گے کہ وہ بچے کو کیا بنانا چاہتے ہیں۔ سائنسدان، انجینیر، ڈاکٹر، وکیل یا کھلاڑی اور جینز میں ضروری تحول سے وہ اپنا مقصد حاصل کرلیں گے۔

مسائل

ایک بات بہرحال طے ہے کہ جہاں جینیاتی کوڈز پڑھنے سے بہت سارے فوائد حاصل ہوں گے وہاں بہت سے اخلاقی، قانونی، سماجی اور معاشرتی مسائل جنم لیں گے جن کا حل قبل از وقت تلاش کرنا ہوگا۔ ممکن ہے اکثر بیمہ کمپنیاں بیمے کی شرائط میں جینیاتی نقشہ شامل کردیں اور اسی بنیاد پر بیمہ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کریں۔ اِس تحقیق سے انسان کو طویل العمری بھی حاصل ہوگی اور اس طرح آبادی

میں بے حد اضافہ ہوگا۔ بلکہ اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ انسانی عمر ۱۲۰ سال تک بھی بڑھ جائے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جب ۲۶ جون ۲۰۰۰ء کو سائنسدانوں نے اِس عظیم تحقیقی کام کو دنیا کے سامنے پیش کیا تو ایک غلط فہمی یہ بھی پیدا ہوئی کہ اب آناً فاناً طب کی دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ امراض قلب، سرطان اور اسی طرح کی دیگر بہت سی امراض کا یقینی علاج دریافت ہونے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جس دریافت کا اعلان ۲۶ جون کو کیا گیا ابھی وہ مکمل نہیں ہوئی ابھی تو صرف اس کا آغاز ہوا ہے۔ جینوم کو مکمل طور پر پڑھنے کے لئے ابھی بھی دس سال سے زیادہ عرصہ درکار ہے۔ جب جینوم کو پوری طرح پڑھ لیا جائے گا تو حاصل ہونے والی کل معلومات ٹیلی فون ڈائرکٹری کے برابر تقریباً ۲۰۰ جلدوں پر محیط ہوں گی۔ اس کے علاوہ سائنسدان اب تک یہ بھی طے نہیں کر پائے کہ وہ ان معلومات کو کس طرح استعمال کرسکیں گے۔ سائنس دان اگرچہ لیفی ورم مثانہ جیسے مرض کے واحد جین میں خرابی کو جان چکے ہیں۔ لیکن بہت سے امراض کے جینز سے وہ واقف نہیں۔ بہرحال ابھی بہت سے مسائل حل طلب ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ دریافت مستقبل میں انسانی حیات میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کردے گی۔ لیکن اس بات کا فیصلہ کہ یہ نئی کامیابی ایٹم کو پھاڑنے اور چاند کی تسخیر سے زیادہ بڑی کامیابی ہے، بہرحال وقت ہی کرے گا۔

Sources

۱۔ ماہنامہ سائنس ڈائجسٹ جولائی، ۲۔ ماہنامہ گلوبل سائنس جولائی،

۳۔ ماہنامہ ہمدرد جولائی، ۴۔ جنگ میگزین 9 جولائی

۵۔ اوصاف سنڈے میگزین 9 جولائی

۶۔ نوائے وقت سنڈے میگزین 9 جولائی

(یہ تمام شمارے 2000ء کے ہیں)

اعلان

احباب کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے مدرسۃ الحفظ ربوہ میں سال ۲۰۰۲ء۔ ۲۰۰۱ء میں کل اکیس (۲۱) طلباء نے حفظ قرآن مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے دو طلباء نے غیر معمولی قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت قلیل عرصہ میں حفظ قرآن مکمل کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے۔

عزیزم حافظ سفیر احمد ورک ابن مکرم نصیر احمد ورک صاحب آف ربوہ نے صرف ۱۰ ماہ کے قلیل عرصہ میں اور عزیزم حافظ ولید احمد بابر ابن مکرم عصمت محمود کھوکھر صاحب آف گوجرانوالہ نے ۱ سال ۸ ماہ اور ۱۳ دن میں قرآن پاک مکمل حفظ کیا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز دونوں طلباء اور تمام سٹاف مدرسۃ الحفظ کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

اعتذار

براہِ کرم قارئین کرام درج ذیل درستگی فرمالیں۔

☆ ماہنامہ خالد مئی 2002ء صفحہ 18۔ مقابلہ بیت بازی میں سوم آنے والے محمد اقبال صاحب اور ندیم احمد صاحب کا تعلق نوابشاہ سے ہے۔

☆ ماہنامہ خالد جون 2002ء۔ حضرت ابو المبارک محمد عبداللہ صاحب کی تاریخ وفات 27 اپریل 1994ء ہے اور آپ نے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑے تھے۔

میں بے حد اضافہ ہوگا۔ بلکہ اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ انسانی عمر ۱۲۰ سال تک بھی بڑھ جائے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جب ۲۶ جون ۲۰۰۰ء کو سائنسدانوں نے اس عظیم تحقیقی کام کو دنیا کے سامنے پیش کیا تو ایک غلط فہمی یہ بھی پیدا ہوئی کہ اب آناً فاناً طب کی دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ امراض قلب، سرطان اور اسی طرح کی دیگر بہت سی امراض کا یقینی علاج دریافت ہونے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جس دریافت کا اعلان ۲۶ جون کو کیا گیا ابھی وہ مکمل نہیں ہوئی ابھی تو صرف اس کا آغاز ہوا ہے۔ جینوم کو مکمل طور پر پڑھنے کے لئے ابھی بھی دس سال سے زیادہ عرصہ درکار ہے۔ جب جینوم کو پوری طرح پڑھ لیا جائے گا تو حاصل ہونے والی کل معلومات ٹیلی فون ڈائرکٹری کے برابر تقریباً ۲۰۰ جلدوں پر محیط ہوں گی۔ اس کے علاوہ سائنسدان اب تک یہ بھی طے نہیں کر پائے کہ وہ ان معلومات کو کس طرح استعمال کر سکیں گے۔ سائنس دان اگرچہ لیفی ورم مثانہ جیسے مرض کے واحد جین میں خرابی کو جان چکے ہیں۔ لیکن بہت سے امراض کے جینز سے وہ واقف نہیں۔ بہر حال ابھی بہت سے مسائل حل طلب ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ دریافت مستقبل میں انسانی حیات میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کرے گی۔ لیکن اس بات کا فیصلہ کہ یہ نئی کامیابی ایٹم کو پھاڑنے اور چاند کی تسخیر سے زیادہ بڑی کامیابی ہے، بہر حال وقت ہی کرے گا۔

Sources

۱۔ ماہنامہ سائنس ڈائجسٹ جولائی، ۲۔ ماہنامہ گلوبل سائنس جولائی،
۳۔ ماہنامہ ہمدرد جولائی، ۴۔ جنگ میگزین ۹ جولائی
۵۔ اوصاف سنڈے میگزین ۹ جولائی
۶۔ نوائے وقت سنڈے میگزین ۹ جولائی
(یہ تمام شمارے 2000ء کے ہیں)

اعلان

احباب کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل واحسان سے مدرسۃ الحفظ ربوہ میں سال ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۱ء میں کل اکیس (۲۱) طلباء نے حفظ قرآن مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے دو طلباء نے غیر معمولی قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت قلیل عرصہ میں حفظ قرآن مکمل کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے۔

عزیزم حافظ سفیر احمد ورک ابن مکرم نصیر احمد ورک صاحب آف ربوہ نے صرف ۱۰ ماہ کے قلیل عرصہ میں اور عزیزم حافظ ولید احمد بابر ابن مکرم عصمت محمود کھوکھر صاحب آف گوجرانوالہ نے ۱ سال ۸ ماہ اور ۱۳ دن میں قرآن پاک مکمل حفظ کیا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز دونوں طلباء اور تمام سٹاف مدرسۃ الحفظ کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

اعتذار

براہ کرم قارئین کرام درج ذیل درستگی فرمالیں۔

☆ ماہنامہ خالد مئی 2002ء صفحہ 18۔ مقابلہ بیت بازی میں سوم آنے والے محمد اقبال صاحب اور ندیم احمد صاحب کا تعلق نوابشاہ سے ہے۔

☆ ماہنامہ خالد جون 2002ء۔ حضرت ابو المبارک محمد عبداللہ صاحب کی تاریخ وفات 27 اپریل 1994ء ہے اور آپ نے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑے تھے۔

طنز و مزاح

ایک سبق گرامر کا

(ابن انشاء)

لفظوں کے اُلٹ پھیر کے علم کو گرامر کہتے ہیں۔ لفظوں کا مجموعہ جملہ کہلاتا ہے۔ یہ مجموعہ زیادہ بڑا اور لمبا ہو جائے تو اسے میر جملہ کہتے ہیں۔ اب چونکہ جملے بازی اور فقرے بازی لوگ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اس لئے گرامر کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہو گئی ہے۔ شاعری کی گرامر کو عروض کہتے ہیں۔ پرانے لوگ عروض کے بغیر شاعری نہیں کیا کرتے تھے۔ آج کل کسی شاعر کے سامنے عروض کا نام لیجئے تو پوچھتا ہے وہ کیا چیز ہوتی ہے۔ ہم نے ایک شاعر کے سامنے زحافات کا نام لیا ____ بولے خرافات؟ مجھے خرافات پسند نہیں بس میری غزل سنیئے اور جائیے۔ عروض میں بحریں ہوتی ہیں جن میں بعض بہت گہری ہوتی ہیں۔ نو مشق ان میں اکثر ڈوب جاتے ہیں۔ اسی لئے احتیاط پسند لوگ شاعری اور عروض کے پاس نہیں جاتے عمر بھر نثر لکھتے رہتے ہیں۔

لفظ اور صیغے

پرانے زمانے میں تذکیر و تانیث کے قاعدے مقرر تھے۔ قاعدہ یاد نہ ہو تو لباس اور بادلوں وغیرہ سے پہچان ہو جاتی تھی۔ اب مخاطب سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تو مذکر ہے یا مونث ہے اور بتا تیری رضا کیا ہے؟ اس کے بعد اس سے صحیح صیغے میں گفتگو کرتے ہیں .... بہت سے واحد ایک جگہ اکٹھے ہوں تو جمع کے صیغے میں آجاتے ہیں۔ جمع کے صیغے میں تھوڑی احتیاط ضروری ہے خصوصاً جن شہروں میں دفعہ ۱۴۴ لگی ہوئی ہو۔ ان دنوں جمع نہیں ہونا چاہیے۔ واحد رہنا ہی اچھا ہے۔

فعل ماضی

ماضی میں کسی شخص نے جو فعل کیا ہو اُسے فعل ماضی کہتے ہیں۔ کرنے والا عموماً اسے بھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن لوگ نہیں بھولتے۔ ماضی کی کئی قسمیں مشہور ہیں۔ سب سے مشہور "شاندار ماضی" ہے۔ جس قوم کو اپنا مستقبل ٹھیک نظر نہ آئے وہ اس صیغے کو بہت استعمال کرتی ہے۔ ایک ماضی شکیہ ہے جن لوگوں کا ماضی مشکوک ہو وہ ماضی شکیہ کی ذیل میں آتے ہیں۔ عموماً ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے ہیں۔ ماضی شرطی اور ماضی تمنائی۔ جن لوگوں نے ریس میں یا تاش پر شرطیں بد بد کر اپنا ماضی تباہ کیا ہو اُن کی ماضی کو شرطی کہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کی تمنا ہوتی ہے کہ اور پیسے آئیں تو ان کو بھی ریسوں میں لگائیں۔ اس لئے شرطی اور تمنائی دونوں ماضیاں ساتھ ساتھ آتی ہیں۔ ماضی کی دو اور قسمیں ماضی قریب اور ماضی بعید ہیں۔ ماضی کو حتی الوسع قریب نہ آنے دینا چاہیے۔ جتنی بعید رہے گی اور جتنے اس پر پردے پڑے رہیں گے اتنی ہی بھلی معلوم ہوگی ماضی کا بعید رہنا مستقبل کے لئے بھی اچھا ہے۔

فعل مستقبل

جو لوگ آج کا کام ہمیشہ کل پر ٹالتے ہوں ان کے ہر فعل کو فعل مستقبل کہا جاتا ہے۔ میں یہ کروں گا۔ میں وہ کروں گا۔ فعل مستقبل ہی کی مثالیں ہیں۔ الیکشن وغیرہ کے دنوں میں ساری گفتگو عموماً فعل مستقبل کے صیغوں ہی میں ہوتی ہے۔

☆☆☆

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور نے بچے کا نام ''عثمان اکرم'' تجویز کیا ہے اور وقف نو میں شامل ہونے کی منظوری فرمائی ہے۔ نومولود رانا محمد اکرام انسپکٹر پنجاب پولیس کا پوتا ہے۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے

از

رانا محمود اکرام

نائب قائد (علاقہ) ضلع ملتان

☆☆☆

خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو

حضور پُر نور کی درازئ عمر کے لئے ہمیشہ دعا گو ہیں

دعا گو

قائد مجلس و مجلس عاملہ و اراکین خدام الاحمدیہ

سیالکوٹ شہر

تاریخ احمدیت

ماہ اگست میں ہونے والے بعض اہم واقعات

(مرتبہ: ڈاکٹر نصیر احمد شریف صاحب۔ کلر کہار)

کیم اگست 1987ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائیجیریا کے دو بادشاہوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کا تبرک عطا فرمایا۔

کیم اگست 1901ء حضرت حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کی صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ کی ولادت ہوئی جو 1914ء میں حضرت مصلح موعود کے عقد میں آئیں۔

2 اگست 1987ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے "عدل" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

3 اگست 1973ء نشانہ غلیل میں مہارت حاصل کرنے کی تحریک کی گئی۔

4 اگست 1998ء مکرم نصیر احمد صاحب وہاڑی میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے۔

5 اگست 1948ء صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے حکومت سے اراضی ربوہ کا قبضہ لیا۔

5 اگست 1956ء انڈونیشیا کا ایک وفد جو چھ افراد پر مشتمل تھا انڈونیشین ڈپٹی گورنر اے۔ ایس پیلو کی سربراہی میں ربوہ آیا۔

6 اگست 1951ء تحریک جدید کا "سیلون" مشن قائم ہوا۔

7 اگست 1940ء انگلستان میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ایک پادری سے مناظرہ کیا۔

8 اگست 1982ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سویڈن کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

8 اگست 1983ء ڈیٹرائیٹ (امریکہ) میں ڈاکٹر مظفر احمد صاحب احمدیت پر قربان ہو گئے۔

9 اگست 1957ء بیت الاحمدیہ کمپالہ (یوگنڈا) کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

10 اگست 1945ء حضرت مصلح موعود نے جاپان میں ایٹم بم کے استعمال کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔

11 اگست 1973ء ربوہ کے نواحی علاقوں میں تباہ کن سیلاب۔ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی حیرت انگیز خدمات۔ مجلس خدام الاحمدیہ فیصل آباد اور سرگودھا کی اپنے علاقوں میں بہترین خدمات۔

12 اگست 1996ء مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر (مبلغ سپین) انتقال کر گئے۔

13 اگست 1979ء حضرت منشی علم دین صاحب کوٹلی آزاد کشمیر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیئے گئے۔

14 اگست 1931ء حضرت مصلح موعود کی تحریک پر ہندوستان کے طول و عرض میں یوم کشمیر منایا گیا۔

15 اگست 1947ء قادیان میں یوم آزادی منایا گیا۔ قادیان کی سرکاری عمارتوں ڈاکخانہ۔ ایکس چینج آفس۔ پولیس چوکی پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا اور اسے سلامی دی گئی۔ نیز غرباء میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ کھانا کھلایا گیا اور بعد نماز جمعہ جلسہ ہوا اور پاکستان کی حمایت میں تقاریر ہوئیں۔

16 اگست 1966ء فضل عمر فاؤنڈیشن کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

17اگست 1986ء مردان میں احمدیہ بیت الذکر کو مسمار کر دیا گیا۔

17اگست 1988ء آنجہانی صدر جنرل ضیاء الحق طیارے کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے۔

17اگست 1924ء حضرت مصلح موعود نے اٹلی کے وزیراعظم "مسولینی" سے ملاقات کی۔

18اگست 1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نائیجیریا کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

20اگست 1976ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیت الناصر گوٹن برگ سویڈن کا افتتاح فرمایا۔

21اگست 1992ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے یعنی یورپ۔ایشیا۔افریقہ اور آسٹریلیا۔

22اگست 1924ء حضرت مصلح موعود نے پہلی بار لندن میں ورود فرمایا۔

22اگست 1978ء ملک محمد انور صاحب چک 45 مرڑ نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیئے گئے۔

24اگست 1941ء بیت الاحمدیہ کوئٹہ کی بنیاد رکھی گئی۔

24تا26اگست 2001ء جماعت احمدیہ جرمنی کا 26واں جلسہ سالانہ من ہائم جرمنی میں منعقد ہوا۔ دنیا بھر سے 50ہزار کے قریب مہمان شریک ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کی حیثیت سے اسے منعقد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

26اگست 2001ء جماعت احمدیہ جرمنی کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کے موقع پر 8 کروڑ 10 لاکھ 6ہزار 721 افراد نویں عالمی بیعت کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

27اگست 1949ء لبنان میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔

28اگست 1933ء کوٹلی ضلع گجرات میں ہونے والے مباہلہ میں دونوں طرف سے 21.21 افراد نے شرکت کی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام احمدی احباب سال کے آخر تک بخیر و عافیت رہے۔مگر غیر احمدیوں کے مباہلہ کے دو افراد مر گئے۔نیز ایک کی بیوی۔ایک کا لڑکا۔ایک کا پوتا مر گیا۔اور ایک پر فالج گرا۔

29اگست 1998ء مجلس انصار اللہ سویڈن کا نواں سالانہ اجتماع بیت الناصر گوتھن برگ میں منعقد ہوا۔

30اگست 1994ء وسیم احمد صاحب بٹ۔حفیظ احمد صاحب بٹ فیصل آباد میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے۔

31اگست 1947ء حضرت مصلح موعود نے قادیان سے پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی اور لاہور تشریف لائے۔

31اگست 1899ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ماموریت کا پہلا پورے قد کا فوٹو لیا گیا۔

31اگست 1951ء بیت المبارک ربوہ مکمل ہوئی مینار بعد میں بنے۔

31اگست 1997ء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ماہنامہ "خالد" بطور گولڈن جوبلی پاکستان نمبر شائع کیا۔

(ماخوذ از تاریخی معلومات و صد سالہ تاریخ احمدیت، الفضل ربوہ و الفضل انٹرنیشنل)

تصحیح: براہ کرم ماہنامہ خالد ماہ جون میں صفحہ 18 کی سطر نمبر 11 پر بیت الفضل لندن اسلام آباد کی بجائے بیت الفضل اسلام آباد پاکستان پڑھا جائے

رپورٹ افتتاح میڈیکل ٹرانسکرپشن کورس

(مکرم نصیر احمد انجم صاحب۔ مہتمم صنعت وتجارت)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت ماہ جون ۲۰۰۲ء سے میڈیکل ٹرانسکرپشن ٹریننگ کورس شروع کیا گیا ہے۔ یہ کورس پانچ ماہ تک جاری رہے گا اور اس میں ۱۸ طلباء و طالبات شامل ہیں۔ کورس کی افتتاحی تقریب مورخہ یکم جون ۲۰۰۲ء کو ایوان محمود ہال میں منعقد ہوئی۔ خاکسار مہتمم صنعت وتجارت نے اس شعبہ کا تعارف کروایا اور اس کی اہمیت کے بارہ میں بتایا۔ آخر پر ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نے کورس کے اوقات کے بارہ میں بتایا اور آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کورس کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ مہمان خصوصی مکرم مجیب الرحمٰن صاحب درد نائب ناظر امور عامہ برائے صنعت وتجارت تھے۔ آپ نے اپنے خطاب میں مجلس کو یہ کورس شروع کرنے پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ اگر یہ کورس کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے تو آپ لوگ Global Marketing میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بعدازاں مکرم مہمان خصوصی نے اجتماعی دعا کے ساتھ کورس کا افتتاح فرمایا۔

کورس کا مختصر تعارف

قارئین محترم!! میڈیکل ٹرانسکرپشن کے الفاظ شاید بعض لوگوں کے لئے نئے ہوں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ڈاکٹر کی مریض کے بارہ میں بیان کردہ تفصیل مثلاً، بیماری کی علامات، مرض کی تشخیص اور ادویات کی تفصیل اور بیماری کے بارہ میں ہدایات ریکارڈ کی گئی صورت میں ترقی پذیر ممالک میں بھجوائی جاتی ہیں۔ یہاں انہیں سن کر بہتر شکل میں کمپیوٹر پر Compose کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہر مریض کی فائل کمپیوٹرائزڈ شکل میں تیار کر کے انہیں فوراً واپس بھجوا دی جاتی ہے۔ اور اس محنت کے بدلہ میں روپیہ کمایا جاتا ہے۔ فی زمانہ یہ ایک معزز ذریعہ روزگار ہے جس کے ذریعہ آپ گھر بیٹھے روزی کما سکتے ہیں۔ اگر دس منٹ کی آواز کو سن کر Transcribe کیا جائے اور ایسا کرنے والا شخص ماہر ہو تو ایک گھنٹہ میں یہ کام بآسانی کر سکتا ہے اور امریکہ سے آنے والے کام کی اجرت عموماً ۴۵ ڈالر فی گھنٹہ دی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ کورس چند بڑے شہروں میں ہی کروایا جاتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے پہلی دفعہ ربوہ میں یہ کورس شروع کروایا ہے۔ اسکی فیس بھی ملک کے دوسرے اداروں کی نسبت بہت کم رکھی گئی ہے۔ اگلے مرحلے کے طور پر مجلس کے پروگرام میں یہ بات شامل ہے کہ مغربی ممالک سے یہ کام حاصل کر کے جاری شدہ کلاس کے قابل طلبہ و طالبات کے ذریعہ ٹرانسکرائب کروایا جائے۔ انشاءاللہ

اہلیت

۱۔ ایف ایس سی (ترجیحاً پری میڈیکل)
۲۔ انگلش میں مہارت (خصوصاً Spoken English میں)
۳۔ کمپیوٹر کا ابتدائی علم

آخر پر دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو ثمر آور کرے اور یہ پہلی کلاس کامیابی سے ہمکنار ہو اور آئندہ یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے۔ آمین

میاں محمد صدیق بانی

گولڈ میڈل اور انعامی سکالرشپ 2002ء

مکرم محمد صدیق بانی (مرحوم) کی طرف سے ہر سال انٹرمیڈیٹ کے بورڈ کے امتحان میں پاکستان بھر میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طالب علم/طالبہ کو مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ انعامات دیئے جائیں گے۔

۱۔ انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل (احمدی طالبعلم/طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

۲۔ انٹرمیڈیٹ پری انجینئرنگ (احمدی طالبعلم/طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

۳۔ انٹرمیڈیٹ جنرل گروپ (پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کے علاوہ باقی تمام کمبینیشنز) (احمدی طالبعلم/طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

انٹرمیڈیٹ بورڈ کے فائنل امتحان میں ان تینوں شعبہ جات میں جو بھی احمدی طالبہ/طالب علم پاکستان بھر کے تمام احمدی طلبہ سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ ایک عدد گولڈ میڈل اور 25000 روپے سکالرشپ کا مستحق قرار پائے گا (خواہ اُس کی بورڈ میں کوئی پوزیشن ہو یا نہ ہو)۔

انٹرمیڈیٹ 2002ء امتحان دینے والے تمام احمدی طلباء و طالبات خواہ اُن کا تعلق پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد یا آزاد کشمیر کے کسی بھی بورڈ سے ہو اگر وہ قواعد پر پورا اُترتے ہوں تو اس انعامی مقابلہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

قواعد و ضوابط

☆ اس سکیم کا اطلاق انٹرمیڈیٹ بورڈ کے سالانہ امتحان 2001 سے ہوگا (اس سے پہلے کا کوئی کیس اس سکیم میں شامل نہ ہو سکے گا) واضح ہو کہ 2001ء میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو یہ سکالرشپ اور میڈلز دیئے جا چکے ہیں۔

☆ اس سکیم کا اطلاق صرف اور صرف First Annual Examination پر ہوگا۔

☆ Division Improve یا By Parts کرنے والے طلبہ اس مقابلہ میں شامل ہونے کے اہل نہ ہونگے۔

☆ سالانہ امتحان 2002ء میں 800 یا 800 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء و طالبات درخواست دینے کے اہل ہونگے۔

☆ طلباء و طالبات کے لئے الگ الگ معیار نہ ہیں بلکہ اپنے شعبہ میں جو بھی سب سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ انعام کا مستحق قرار پائے گا۔

درخواست دینے کی آخری تاریخ و طریقہ کار

☆ سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ درخواست بھجوانا ہوگی۔

☆ درخواست کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کی سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہوگی۔

☆ اس طرح درخواست اور سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی پر بھی مکرم امیر صاحب جماعت/امیر صاحب ضلع کی تصدیق لازمی ہے۔ تصدیق کے بغیر کوئی درخواست زیرِ غور نہ لائی جائے گی۔

☆ انعام کے مستحق قرار پانے والے طلبہ کو ان کی درخواست پر مندرج ایڈریس پر اطلاع کر دی جائے گی۔

☆ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 31-12-2002 تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد آنے والی کوئی درخواست زیرِ غور نہ لائی جائے گی۔

(نظارت تعلیم)

رپورٹ 46ویں سالانہ تربیتی کلاس منعقدہ 16 تا 30 مئی 2002ء

(مکرم حافظ خالد افتخار صاحب۔ ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو مورخہ 16 تا 30 مئی 46ویں سالانہ تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس کلاس میں صوبہ سندھ کے خدام بوجہ امتحانات شریک نہ ہو سکے۔ کلاس کے کام کو بطریق احسن انجام دینے کیلئے درج ذیل انتظامیہ کی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے منظوری حاصل کی گئی۔

انتظامیہ

عہدہ	نام
ناظم اعلیٰ	خاکسار حافظ خالد افتخار
نائب ناظم اعلیٰ	مکرم شمشاد احمد قمر صاحب
نائب ناظم اعلیٰ	مکرم مدثر احمد صاحب
ناظم رابطہ	مکرم سلیم الدین صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم تدریس	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب
ناظم کھیل	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
ناظم تربیت	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم مشق تقاریر، سٹیج، انعامات	مکرم اسفندیار منیب صاحب
ناظم خوراک	مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب
ناظم رہائش	مکرم چوہدری ظفر اللہ خان طاہر صاحب
ناظم صفائی وآب رسانی	مکرم اکبر احمد صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم سید میر محمود احمد صاحب
ایڈیشنل ناظم رجسٹریشن	مکرم مشہود احمد صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم حاضری ونگرانی	مکرم ظہیر احمد خان صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم نصیب احمد بٹ صاحب

ناظم سٹال	مکرم میر مظفر احمد صاحب
ناظم وقار عمل	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان
ناظم سائیکل سٹینڈ	مکرم افتخار اللہ سیال صاحب

دعائیہ خطوط

تربیتی کلاس کے کامیاب اور بابرکت انعقاد کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں کلاس سے ایک ہفتہ قبل، افتتاح کے فوراً بعد اور اختتامی تقریب کے بعد تین دعائیہ خطوط فیکس کئے گئے۔ کلاس سے قبل مختلف بزرگان سلسلہ کو بھی دعائیہ خطوط لکھے گئے۔

صدقہ

افتتاح سے قبل اور کلاس کے آغاز سے ایک ہفتہ کے بعد دو بکرے بطور صدقہ غرباء میں تقسیم کئے گئے۔

افتتاح

مورخہ 16 مئی بوقت 9 بجے صبح مکرم و محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ نے تربیتی کلاس کا افتتاح فرمایا۔

تدریس

افتتاح کے فوراً بعد تدریس کا آغاز ہو گیا۔ تدریس میں طلباء کو قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ، حدیث، فقہ، کلام اور عربی بول چال کے مضامین پڑھائے گئے۔ درج ذیل اساتذہ کرام نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

قرآن کریم ناظرہ۔ مکرم مبارک علی صاحب، قرآن کریم باترجمہ۔ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، حدیث۔ مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب فقہ۔ مکرم انتصار احمد نذر صاحب، کلام۔ مکرم فرید احمد ناصر صاحب، عربی بول چال۔ مکرم مقبول احمد ظفر صاحب،

مورخہ 28 مئی کو طلباء کا تحریری امتحان ہوا جس میں 97 فیصد طلباء نے کامیابی حاصل کی۔

مشق تقاریر

تدریس کے دوران روزانہ طلباء کو تقاریر کی مشق کروائی جاتی رہی۔ اس شعبہ کے تحت طلباء کے مابین چار مقابلہ جات تلاوت، نظم، تقریر اور بیت بازی کے ہوئے۔ اوّل دوم اور سوم آنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔

تقاریر و لیکچرز

کلاس کے دوران حسبِ ذیل تقاریر و لیکچرز ہوئے۔

تعلق باللہ۔ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، نماز باجماعت۔ مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب، احمدی خادم کے اخلاق۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، تحریک جدید۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب، کھیل ایک صحتمند تفریح۔ مکرم رفیق احمد ناصر صاحب، کیریئر پلاننگ۔ مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب، کمپیوٹر۔ مکرم سید غلام احمد فرخ صاحب، ہائیکنگ۔ مکرم سید میر قمر سلیمان صاحب، صنعت و تجارت۔ مکرم مجیب الرحمٰن درد صاحب و مکرم وسیم احمد طاہر صاحب۔

ادائیگی نماز و دروس

روزانہ صبح طلباء کو نماز تہجد پڑھائی جاتی رہی۔ نماز مغرب طلباء بیت المبارک میں ادا کرتے رہے۔ جب کہ بقیہ نمازیں ایوان محمود میں ادا کی جاتی رہیں۔ نماز فجر کے بعد روزانہ درج ذیل حضرات درس دیتے رہے۔

مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب مکرم فضل الرحمٰن صاحب مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب

مجالس عرفان

دوران کلاس بعد از نماز عشاء حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجالس عرفان پر مشتمل چار ویڈیو پروگرام طلباء کو دکھائے گئے۔

مجالس سوال و جواب

تربیتی کلاس کے دوران دو سوال و جواب کی مجالس ہوئیں۔ پہلی مجلس میں مکرم اسفندیار منیب صاحب نے اور دوسری مجلس میں مکرم سلطان محمود انور صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔

وقار عمل

روزانہ نماز عصر کے بعد طلباء کا ایک گروپ قبرستان عام میں وقار عمل کرتا رہا۔ وقار عمل کے دوران قبرستان سے جھاڑیاں وغیرہ کاٹی گئیں۔ 24 مئی بروز جمعۃ المبارک نماز فجر کے بعد ربوہ کے طلباء نے قبرستان عام میں وقار عمل کیا۔ جب کہ 9 بجے صبح بیرون از ربوہ طلباء نے ایوان محمود میں اپنی رہائش گاہوں کی صفائی کی۔

کھیل

روزانہ نماز فجر و درس کے بعد مکرم سید نادر سیدین صاحب ورزش کا پیریڈ لیتے رہے۔ نماز عصر کے بعد طلباء کیلئے سوئمنگ، باسکٹ بال، فٹ بال اور والی بال کے لئے مختلف گراؤنڈز میں انتظام کیا گیا۔ کلاس کے آخر پر سوئمنگ، فٹ بال اور باسکٹ بال کے مقابلہ جات کروائے گئے اور جیتنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔ 24 مئی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر طلباء کو مختلف گروپس میں طلباء جامعہ احمدیہ کی زیر نگرانی ربوہ کی سیر کروائی گئی اور اس پر مضامین لکھوائے گئے۔ مضامین میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔

رجسٹریشن

46 ویں سالانہ تربیتی کلاس میں صوبہ سندھ کے علاوہ بقیہ صوبوں سے 39 اضلاع کی 216 مجالس سے 731 طلباء نے شرکت کی۔

اختتامی تقریب

مورخہ 30 مئی بوقت 9 بجے صبح اختتامی تقریب کا انعقاد ہوا۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے کامیاب طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے اور طلبہ سے خطاب فرمایا۔ آپ کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ اس کلاس کا اختتام ہوا۔

نتیجہ امتحان سالانہ تربیتی کلاس

اوّل: احسان احمد۔ سیٹلائٹ ٹاؤن جنوبی راولپنڈی دوم: ناصر محمود طاہر۔ ربوہ سوم: حافظ عبدالناصر بھٹی۔ امیر پارک گوجرانوالہ
چہارم: سید مطہر جمال احمد۔ ربوہ پنجم: فراست احمد راشد۔ ربوہ۔ ششم: رانا تنویر الاسلام۔ ربوہ
ہفتم: عمر محمود۔ ڈسکہ کلاں سیالکوٹ ہشتم: عطاء الغالب۔ ربوہ

پوزیشنز صوبہ سرحد

اوّل: مبارک احمد۔ مردان شہر دوم: اسد سہیل۔ مینگورہ ضلع سوات سوم: عدیل محمود۔ خیبر پشاور

پوزیشنز صوبہ بلوچستان

اوّل: احسان احمد۔ گوالمنڈی کوئٹہ دوم: منصور علی خان۔ سریاب کوئٹہ سوم: رحمان مظفر۔ گوالمنڈی کوئٹہ

پوزیشنز امتحان آزادکشمیر

اوّل: محمد فیاض اللہ۔ میرا بھڑکا آزاد کشمیر دوم: بلال احمد۔ آرام باڑی کوٹلی آزاد کشمیر سوم: بشارت احمد۔ ندھیری کوٹلی آزاد کشمیر
تربیتی کلاس کے دوران دیگر مقابلہ جات میں درج ذیل طلباء نے انعامات حاصل کیے۔

تلاوت

اوّل: عبدالناصر۔ گوجرانوالہ دوم: میر شمیم الرشید۔ گوجرانوالہ سوم: حافظ تنویر احمد۔ ربوہ

نظم

اوّل: مبشر احمد منگلا۔ سرگودھا دوم: عطاء المنعم۔ گوجرانوالہ سوم: میر شمیم الرشید۔ گوجرانوالہ حوصلہ افزائی: مبشر احمد۔ ربوہ

تقریر

اوّل: محمد عمران۔ ربوہ دوم: طیب احمد قمر۔ ربوہ سوم: فرخ افضال۔ گوجرہ فیصل آباد

مقابلہ بیت بازی

اوّل: گوجرانوالہ دوم: ربوہ

تفریحی پروگرام میں خصوصی انعام

شیخ غلام احمد۔ ڈسکہ سیالکوٹ یاسر احمد مومن۔ فیصل آباد

مضمون نویسی

اوّل: ھبۃ الرحمٰن۔ سانگلہ ہل شیخوپورہ دوم: عارف رضا۔ سانگلہ ہل شیخوپورہ سوم: افضال احمد۔ سیالکوٹ

سائق

اوّل: نعمان احمد طارق۔ اٹک دوم: لقمان احمد۔ جہلم

بہترین معاون: مکرم مدثر احمد صاحب

☆☆☆

احباب جماعت کو کامیاب
جلسہ سالانہ مبارک ہو

منجانب
قائد ضلع منڈی بہاؤالدین
***

ہم جماعت احمدیہ عالمگیر کی
ترقی کے لئے دعا گو ہیں

منجانب
مجلس شاہ تاج
ضلع منڈی بہاؤالدین
***

Monthly

KHALID

C. Nagar

Editor:
IsfandYar Muneeb

August 2002
Regd. CPL # 139

میڈیکل ٹرانسکرپشن
کورس کی افتتاحی
تقریب کا ایک منظر

تربیتی کلاس
کے طلبہ کا ایک
گروپ وقارِ عمل
کرتے ہوئے

تربیتی کلاس
کے طلبہ
سوئمنگ پول
میں تیراکی
سیکھ رہے ہیں